امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

نقیب

ہفتہ وار

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون

مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 64/74

مورخہ ۲۰ ؍صفر المظفر ۱۴۴۶ھ مطابق ۲۶ ؍اگست ۲۰۲۴ء روز سوموار

شمارہ نمبر-32

اس شمارہ میں

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل، اداریہ، کتابوں کی دنیا
■ یادوں کے چراغ، حکایات اہل دل
■ اسلام کی بقاء اس کی اتباع میں ہے
■ قومی تعمیر وترقی میں مدارس کا کردار
■ لال قلعہ سے سیکولر سول کوڈ کا شوشہ
■ غزوۂ بدر، تاریخ اسلام کی ایک فیصلہ کن جنگ
■ اخبار جہاں، ہفتہ رفتہ، طب وصحت

بین السطور

ذہن ودماغ کو صحت مند رکھیے

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

صحت مند جسم اللہ تعالی کی بڑی نعمت ہے۔ البتہ مضبوط اور صحت مند جسم کے ساتھ ذہنی صحت نہ ہو تو زندگی کی معنویت ختم ہو کر رہ جاتی ہے، آپ نے بہت ایسے لوگوں کو دیکھا ہوگا کہ جو جسمانی اعتبار سے انتہائی توانا اور تر و تازہ ہوتے ہیں، لیکن حرکتیں پاگلوں جیسی کرتے ہیں، ان کے چہرے، چال چلن اور حرکات سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ ذہنی طور پر صحت مند نہیں ہیں، بات کرتے کرتے بھول جانا، موضوع پر بات کرتے کرتے بغیر جوڑ کی باتیں شروع کر دینا، یادداشت ساتھ نہ دے رہا ہو تو پیشانی اور زمین پر زور سے ہاتھ مارنا، یہ سب غیر صحت مند ذہن کی علامتیں، آج زندگی پریشانی کن ہوگئی ہے، گھر سے لے کر باہر کارخانوں اور کمپنیوں سے لے کر دفاتر تک انسانوں کو ذہنی تناؤ اور دباؤ کا ہے، تناؤ اور دباؤ کی وجہ سے کام کرنے کی صلاحیت میں کمی آتی ہے، ایسے میں ضروری ہے کہ ہم ان اسباب ووجوہات پر غور کریں جس سے ہماری ذہنی صحت مندی متاثر ہو رہی ہے۔

اس کا بڑا سبب دین سے دوری اور اللہ پر اعتماد کی کمی ہے، ہم سب کچھ اپنی مرضی کے مطابق کرنا چاہتے ہیں، ہم کسی بھی کام میں اللہ پر اعتماد کا سہارا نہیں لیتے، تقدیر کے فیصلے پر راضی نہیں ہوتے، اس لیے جب ناکامی ہاتھ آتی ہے تو ڈپریشن اور مایوسی کا شکار ہو جاتے ہیں، اس مایوسی کی وجہ سے ہم اپنے اقدام کی صلاحیت کھو دیتے ہیں، اس لیے ہمیں بے فکر ہو کر محنت کرنی چاہیے اور تدبیر کے درجہ میں جو کچھ ممکن ہو کر گزرنا چاہیے اور نتیجہ اللہ پر چھوڑ دینا چاہیے، نتیجہ موافق ہو یا مخالف، مایوس نہیں ہونا چاہیے، اسے اللہ کو یہی منظور تھا کہہ کر مطمئن ہو جانا چاہیے، تقدیر میں یہی تھا کا جملہ بھی آپ کو مایوسی کے دلدل سے نکال سکتا ہے اور آپ کو ذہنی توانائی بخشنے کا کام کرے گا، ہم سب اچھی طرح جانتے ہیں اور یہ ہمارے ایمان ویقین کا حصہ ہے کہ اللہ کی مرضی کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا، ہونا وہی ہے جو اللہ کا فیصلہ ہے، نتیجہ وہی نکلے گا جو تقدیر میں لکھا ہوا ہے، ہماری تمام جدوجہد اور تدابیر کا حاصل اس قدر ہے کہ ہمیں اسباب کا پابند کیا گیا ہے، اور اللہ کی مرضی اور تقدیر میں درج فیصلوں کا ہمیں علم نہیں ہے، اس لیے تدبیر کے درجہ میں ساری توانائی لگا دینی ہے، اور پھر اللہ سے مانگنا بھی ہے کہ ہمیں کامیابی عطا فرما، یہ طریقہ کار ہمیں ذہنی طور پر صحت مند رکھے گا۔

ایک اور سبب ٹیکنالوجی کا ہماری زندگی میں بڑھتا عمل دخل ہے، اس سے سہولتیں تو بے پناہ حاصل ہوتی ہیں، لیکن ہم اپنی ذہنی صلاحیتوں سے زیادہ اس پر اعتماد کرنے لگے ہیں، اس لیے ہماری ذہنی صلاحیت ہی نہیں صحت مندی پر بھی برا اثر پڑا ہے، اور ہم موبائل، لیپ ٹاپ، کمپیوٹر، ٹیب اور دوسرے آلات کے قیدی اور اسیر ہو کر رہ گئے ہیں، ان کے غیر ضروری استعمال نے ہماری آنکھوں سے نیند چھین لیا ہے، اور ان پر ڈالے گیے ہزاروں اوراق کی دید وشنید سے ہمارے جسمانی اعصاب پر بھی انتہائی بڑا اثر پڑ رہا ہے، اس نے ہمارے جذبات وخیالات اور طرز عمل کو اس قدر اور اس طرح متاثر کیا ہے کہ ہم ذہنی طور پر بیمار اور انتشار کا شکار ہو گئے، اس کا حل یہ ہے کہ ان آلات کا صحیح استعمال کیا جائے، غیر ضروری چیزیں نہ سنی جائیں، اور نہ دیکھی جائیں، قرآن کریم کی تلاوت اور اللہ کا ذکر اس ذہنی پراگندگی کو دور کرنے میں کیمیا اثر ہے، اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے ذکر سے اطمینان قلب ہوتا ہے۔

ذہنی صحت مندی کو نقصان پہنچانے والی ایک چیز منفی سوچ اور فکر ہے، آپ دوسروں کے بارے میں اچھا سوچیں گے، تو آپ کا ذہن صحت مند راستوں پر رواں رہے گا، دوسروں کے منفی رویے سے بھی ہماری ذہنی صحت متاثر ہوتی ہے، جب کبھی دوسروں کا منفی رویے سامنے آئے، تو اسے اللہ کے حکم کے مطابق اچھے طریقے سے ٹالنے کی کوشش کیجیے، "ادفع بالتی ھی احسن" میں اللہ نے یہی بات کہی ہے اس کے ساتھ ہی یہ بھی ضروری ہے کہ آپ اپنے ذہن ودماغ کو منفی افکار وخیالات سے محفوظ رکھیں، کیونکہ منفی سوچ سے ہماری ذہنی صلاحیت پر انتہائی برا اثر پڑتا ہے اور اس کا نقصان نقد یہ ہوتا ہے کہ آپ کے اندر مثبت سوچنے کی صلاحیت کا جنازہ نکل جاتا ہے، دوسروں کے بارے میں غلط سوچنا اور اپنے فریق مخالف کو ہمہ وقت زیر کرنے کی فکر آدمی کو ذہنی طور پر بیمار بنا دیتا ہے، ممکن ہے کہ آپ اپنے دشمن کو نقصان پہنچا دیں، لیکن ہم عموماً یہ دیکھا گیا ہے کہ نقصان پہنچانا موہوم ثابت ہوتا ہے، ہماری اچھی خاصی ذہنی صلاحیت لگنے کے بعد نتیجہ ہمارے موافق نہیں آتا تو ہمارا ذہن بیمار ہو جاتا ہے، دیکھا یہ گیا ہے کہ مثبت سوچ کے حامل افراد میں ذہنی امراض کی شرح بہت کم ہوتی ہے، اس لیے مثبت سوچ کو اپنائیں، خوش رہنا سیکھیں، اچھی کتابوں کے مطالعہ کی عادت ڈالیں، ان اکابر کی سوانح پڑھیں جنہوں نے بڑے نامناسب اور ناموافق حالات میں کام کیا اور اپنی سوچ کو مجسم کرنے میں کامیاب ہوئے۔

ذہن کو بیمار بنانے والی ایک چیز معاشی تنگی بھی ہے، بال بچوں کے مطالبات، پیٹ کی آگ تعلیم اور شادی کی ضروریات، مالیت کی کمی کی وجہ سے انسانی ذہن غیر صحت مند ہو جاتا ہے، جھنجھلاہٹ اور چڑچڑاپن اس کی بنیادی علامت ہے، تدبیر کے درجے میں آپ اپنے گرد وپیش اور اپنے حالات کو سامنے رکھ کر آمدنی کے جائز ذرائع کو کام میں لائیں، یہ کام چھوٹے روزگار کی شکل میں کم پونجی سے بھی شروع کیا جا سکتا ہے، پانی کی بوتلیں اور ہلکے پھلکے سامان کی تجارت شروع کر دیں، اللہ پر بھروسہ کریں، دعائیں مانگیں کہ وہ آپ کی ضروریات کی تکمیل کی راہ نکالے، توکل ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھے رہنے کا نام نہیں ہے، اگر اونٹ کو چوری ہونے سے بچانا ہے تو اس کے پاؤں میں رسی ڈالیے، پھر اللہ پر بھروسہ رکھیے کہ وہ چوری سے بچائے گا، یہی معاملہ ہر کام میں ہے، تدبیر اختیار کیجئے اور اللہ پر بھروسہ رکھیے، انشاء اللہ کامیابی ملے گی، ضروریات کی کفالت ہوگی اور ذہن بیمار ہونے سے بچ جائے گا۔

ذہنی صحت مندی کے لیے تنہائی بھی مضر ہے، بزرگوں کی بات نہیں، عام لوگوں کی کرتا ہوں، عام لوگ جب تنہا ہوتے ہیں تو ان کے ذہن میں مختلف قسم کے اوہام اور ماضی کی تلخ وترش یادیں آتی رہتی ہیں، اس سے انسان میں اقدام کی صلاحیت کمزور ہو جاتی ہے، ماضی سے بالکلیہ کٹنا تو نہیں چاہیے، لیکن گزرے ہوئے ماہ وسال کی تلخیوں سے ذہن کو پاک وصاف رکھنا چاہیے، تبھی ذہنی صحت مندی حاصل ہوگی، ضرورت انسان کو ماضی میں جینے کی نہیں، حال میں زندگی گزارنے اور مستقبل کے روشن اور تابناک منصوبوں پر کام کو آگے بڑھاتے رہنے کی ہے۔

خدانخواستہ اگر کوئی ذہنی مریض ہو گیا ہو تو اسے نفسیاتی ڈاکٹر سے دکھانا چاہیے، دوا علاج پر توجہ دینی چاہیے، ایسے پروگرام کرنے چاہیے، جس سے مریض کو فرحت وسکون میسر ہو، مذہبی اعمال کا عادی بنانا چاہیے اور اسے تنہا قطعاً نہیں چھوڑنا چاہیے؛ کیونکہ ایسا مریض کبھی کبھی اپنی زندگی سے عاجز آکر خودکشی کی سوچنے لگتا ہے، اسباب وعلل کی بھی تلاش کرنی چاہیے، جس کی وجہ سے وہ شخص ذہنی مریض بن گیا ہے، بیوی، بچے بھی انسان کو اپنے حسن سلوک، خوش خلقی کے ذریعے ذہنی دباؤ سے نکال سکتے ہیں، حوصلہ افزائی اور رجائیت کے کلمات بھی ذہن پر خوشگوار اثر ڈالتے ہیں، خوب اچھی طرح یاد رکھیے کہ گھر میں کسی ایک کا بھی ذہنی طور پر بیمار ہونا بڑے بڑے مسائل پیدا کرتا ہے اور پورے خاندان کی زندگی اجیرن بن جاتی ہے۔ بارہا یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ ذہنی مریض کا علاج لوگ جھاڑ پھونک اور عاملوں کے ذریعے کراتے ہیں گھر والوں کو محسوس ہوتا ہے کہ اس پر بھوت، جنات، آسیب یا خبیث کا سایہ ہے اور ساری توجہ اسی طرف دی جاتی ہے اور علاج نہیں کرایا جاتا، میں نہیں کہتا کہ جھاڑ پھونک کا اثر نہیں ہوتا ہے، جب کسی کی جانب سے دی گئی گالی ہمارے چہرے کا رنگ بدل دیتی ہے، تو اللہ کے کلام اور دعاؤں میں اس سے زیادہ تاثیر ہے کہ وہ مریض کو ٹھیک کر دے، بہت سارے ٹھیک ہوتے بھی ہیں، لیکن اصل چیز تدبیر کے درجہ میں ان اسباب وعوامل کو دور کرنا ہے، جس کی وجہ سے کسی کی ذہنی صحت متاثر ہوئی ہوتی ہے، اگر ان اسباب کو دور نہیں کیا گیا تو ذہنی صحت مندی کا وجود خواب وخیال بن کر رہ جائے گا، جس کنویں میں مری ہوئی بلی پائی گئی، پانی نکالنے سے پہلے اس بلی کو نکالنا ضروری ہے، بلی نہیں نکالیں اور پانی سارا نکال دیں تو کنواں ناپاک کا ناپاک ہی رہے گا، اسی طرح اسباب وعوامل کے دور کیے بغیر نہ تو ذہنی مریضوں پر دوا کام کرتی ہے اور نہ جھاڑ پھونک۔

اچھی باتیں

"خود کو اخلاقی طور پر سنوارنے میں اتنا وقت صرف کرو کہ تمھیں دوسروں پر تنقید کرنے کی فرصت نہ ملے ☆ مشکل وقت تلخ ضرور ہوتا ہے اور گزرتا بھی دیر سے ہے۔ لیکن یہ وقت گزرنے کے بعد آپ کی شخصیت نکھر کر سامنے آجاتی ہے اور پھر آپ ہر قسم کے حالات سے لڑنے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں ☆ ہر وہ رشتہ جس میں احساس بستا ہو، انمول ہے ☆ گناہ زہر کی مانند ہے، اس کا کم اور زیادہ سبھی نقصان دہ ہے ☆ عزت کے موتی پر ذرا میل آجائے تو سینکڑوں دریا بھی مل کر اسے دھو نہیں سکتے ☆ انسان سب کچھ بھول سکتا ہے سوائے ان لمحوں کے جب اسے اپنوں کی ضرورت تھی اور وہ دستیاب نہیں تھے۔ (حاصل مطالعہ ومشاہدہ)

بلا تبصرہ

"تاریخ کے صفحات کو دنیا جب جب پلٹے گی اس کے کچھ زخم چھپائے نہ چھپیں گے، دبائے نہ دبیں گے، فلسطین کے زخم ایسے ہی ہیں، اس کے یہ زخم کسی جنگ آزادی کا صلہ نہیں، بلکہ کچھ اپنوں اور زیادہ تر باہری طاقتوں کے ظالمانہ سوچ کا نتیجہ ہے۔ 1948 سے آج تک وہاں کتنے ہزار بے گناہ اس کا شکار ہوئے، اس کی ٹھیک ٹھیک گنتی نہیں، مگر کچھ فلسطینی نوجوانوں نے اب یہ بیڑا اٹھایا ہے کہ وہ اپنے ادب اور ڈیٹا کلیکشن کے ذریعے آنے والے نسلوں کو پختہ ثبوت سونپ جائیں گے، بلکہ اس خون خرابے کے بیچ بھی انہوں نے اپنے جینے کی امیدوں کو کیسے سینچا، یہ بھی بتا جائیں گے۔" (ہندوستان 18 اگست 2024)

اللہ کی باتیں ـــــ رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

شکرانِ نعمت کا اظہار

''حضرت سلیمانؑ نے فرمایا کہ "ھٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ" یہ میرے پروردگار کا فضل وکرم ہے، تاکہ میری آزمائش کرے کہ میں شکر ادا کرتا ہوں یا ناشکری کرتا ہوں؟ اور جو شکر ادا کرے گا وہ اپنے ہی لئے شکر ادا کرے گا اور جو ناشکری کرے گا تو وہ جان لے کہ میرا پروردگار بہت بے نیاز اور بڑے کرم والا ہے'' (سورہ نمل:۴۰)

مطلب: قرآن مجید کے سورہ نمل میں کئی سبق آموز باتوں کا ذکر ہے، توحید ورسالت، قیامت کے مناظر، حشر میں رونما ہونے والے حالات اور قرآن کریم کی صداقت کے ساتھ حضرت صالح، حضرت لوط کی قوموں کے واقعات کو بھی اللہ نے بطور عبرت بیان فرمایا، لیکن اس سورہ میں حضرت سلیمانؑ کی خصوصیات کا بھی تفصیلی تذکرہ ہے، گیارہ سو سال قبل مسیح حضرت سلیمانؑ ایک جلیل القدر اور عظیم المرتبت نبی گذرے ہیں، جنہیں اللہ نے نبوت اور سلطنت سے نوازا تھا، وہ انسانوں کے علاوہ جنات اور پرندوں پر بھی حکومت کرتے تھے، ان میں دو خصوصیات تھیں، ایک یہ کہ وہ چرند و پرند کی بولیاں سمجھ لیتے تھے، چنانچہ ایک دفعہ حضرت سلیمانؑ کا گذر ایک ایسی وادی سے ہوا جس میں چیونٹیاں کثرت سے رہتی تھی، ان چیونٹیوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ وہ سوراخ میں داخل ہو جائیں کیونکہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا لشکر آرہا ہے وہ انہیں مسل کر رکھ دیں گے، حضرت سلیمانؑ نے یہ سن کر مسکرایا اور اللہ کا شکر ادا کیا، عربی زبان میں نمل کے معنی چیونٹی کے آتے ہیں، اسی مناسبت سے اس سورہ کا نام نمل رکھا گیا اور دوسرے یہ کہ حضرت سلیمان کو جنات پر بھی قابو دیا گیا تھا اور یہ بھی حضرت سلیمان کے لشکر میں شامل تھے، ان سبھوں کو جو حکم ملتا ان کی بجا آوری میں دیر نہیں کرتے، جب ہدہد پرندہ نے یہ خبر سنائی کہ سبا نامی علاقہ میں ایک حکمراں عورت ہے، جس کے پاس ایک عظیم تخت شاہی ہے تو حضرت سلیمان نے اپنے دربار کے جناتی ارکان سے کہا کہ تم میں سے کون ملکہ سبا کے تخت شاہی کو یمن سے فلسطین تک پلک جھپکتے حاضر کرے گا، اشارہ پاتے ہی ایک قوی ہیکل جن نے ملکہ سبا کا تخت شاہی سکنڈوں میں سامنے رکھدیا، حالانکہ یہ موقعہ انسان کے امتحان کا ہوتا ہے کہ وہ اپنی کامیابی پر نازاں وفرحاں ہوتا، لیکن آپ نے اس پر اللہ کا شکر ادا کیا اور فرمایا "ھٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ" یہ میرے پروردگار کا فضل وکرم ہے کہ اس نے میرے ذریعہ یہ معجزہ ظاہر کیا، یہیں سے لوگ اس آیت کو اپنے عالی شان بلڈنگ پر لکھواتے ہیں کہ اللہ نے مکان کی صورت میں مجھے یہ نعمت عطا کی ورنہ میرے اندر اس کی طاقت کہاں ہے، بلاشبہ مکان کی نعمت پر بھی اللہ کا شکر ادا کرنا پسندیدہ عمل ہے کہ اللہ نے آرام دہ مکان عطا فرمایا، اگر اس ایمانی جذبے سے مکانات پر اس آیت کو لکھوایا تو یہ بھی شکرانِ نعمت کے قبیل سے ہے، لیکن اگر کوئی فخر ومباہات کے اظہار کے لئے لکھوایا جس کا مقصد عجب وتکبر ہو تو یہ قرآنی اصول کے خلاف ہے اور ناپسندیدہ عمل ہے، البتہ یہ بات یاد رہے کہ آیات قرآنی کا ادب واحترام ضروری ہے، ایسے کسی بھی طریقہ سے احتراز لازم ہے، جس سے اس کی بے حرمتی ہوتی ہو، اللہ کی طرف سے ملنے والی نعمتوں پر شکریہ ادا کرنا مومنانہ صفت کی علامت ہے، اس لئے اللہ نے جس کو جو نعمت عطا کی، خواہ صحت وتندرستی کی نعمت ہو، مال ودولت کی نعمت ہو، جاہ واقتدار کی نعمت ہو، سب پر شکرانِ نعمت کا اظہار کرنا چاہئے، کیونکہ نعمتوں سے شکریہ ادا کرنے سے اللہ مزید بڑھاتا ہے اور ناشکری پر گرفت کرتا ہے۔

قیامت کے دن یہ بھی سوال ہوگا...

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے پہلے بندے سے جن نعمتوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا ان میں ایک یہ بھی ہوگا کہ کیا ہم نے تم کو تندرستی نہیں عطا کی تھی اور تجھ کو ٹھنڈے پانی سے سیراب نہیں کیا تھا'' (ترمذی شریف)

وضاحت: اللہ رب العزت کی بے شمار نعمتوں میں صحت وتندرستی اور قوت وتوانائی ایک عظیم نعمت ہے جو لوگ اس نعمت سے محروم ہیں، وہ بڑی بے کسی اور مایوسی کی زندگی گذارنے پر مجبور ہیں، اگر آپ ان سے اس نعمت کے بارے میں دریافت کریں گے تو معلوم ہوگا کہ صحت اللہ کی کتنی بڑی نعمت ودولت ہے، اس لئے اگر اللہ نے آپ کو صحت وتندرستی کی دولت عطا کی ہے تو آپ اس کی قدر کیجئے، ذکر وتلاوت کی کثرت کیجئے اور محنت ومزدوری کے ذریعہ رزق حلال کے لئے جدوجہد کرتے رہئے، لایعنی اور فضول کاموں اور باتوں میں ضائع نہ کیجئے، کیونکہ قیامت کے دن آپ سے جن نعمتوں کے بارے میں سوال ہوگا ان میں ایک صحت کی نعمت ہوگی، اللہ رب العزت پوچھیں گے کہ ہم نے تم کو صحت کی نعمت دی تھی، اس کا استعمال کس طرح کیا، اگر ہم نے اس کو دین کی سربلندی اور اعلاء کلمۃ اللہ کی سرفرازی میں لگایا تو رب کائنات اعزاز واکرام سے نوازیں گے اور اگر غفلت وسستی میں برباد کیا تو اس کے نزدیک مجرم گردانے جائیں گے، اسی طرح اللہ نے انسان کی صحت وبقا کے لئے پانی کو پیدا کیا "وجعلنا من الماء کل شیء حی" پانی سے ہر چیز کو زندگی بخشی تاکہ انسان اس سے اپنی ضروریات کی تکمیل کرے، غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ پانی انسانی زندگی پر براہ راست اثر انداز ہوتا ہے، خوراک کی پیداوار سے لے کر نجاست وغلاظت تک کی طہارت میں اس سے مدد حاصل کرتا ہے، اس لئے قرآن مجید میں بیسیوں مقامات پر پاکیزہ، شیریں اور طیب پانی کی نہروں اور چشموں کا لطیف پیرائے میں تذکرہ کیا گیا اور اس پانی کی سب سے زیادہ تعریف کی گئی جو بارش کی شکل میں تمام آمیزشوں اور ہر قسم کی ملاوٹ سے پاک آسمان سے اترتا ہے اور مردہ زمین، بستیوں اور نباتات پر گرا کر انہیں زندگی بخشتا ہے، ان میں ٹھنڈے اور میٹھے پانی سے انسان کے جسم میں روئیدگی وتازگی پیدا ہوتی ہے، خاص کر گرمی کے موسم میں ٹھنڈے پانی سے سیرابی کی طلب بڑھ جاتی ہے، اس لئے اللہ رب العزت نے بطور خاص ٹھنڈے پانی کا تذکرہ کرکے شکر گذار بندہ بن کر زندگی گذارنے کی تلقین فرمائی۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

شیرز کی خریداری کا حکم

س: ZamzamCapital LLP (زمزم کیپیٹل ایل ایل پی) نامی ایک کمپنی ہے جو شہر بنگور میں واقع ہے اور جو کہ شیر مارکیٹ میں پبلک اور لسٹڈ سارے کمپیٹیوں کے متعلق یہ نشاندہی کرتا ہے کہ کن کن کمپنیوں کے شیر شریعت کے رو سے خریدنا جائز ہے جن کو اکٹھا کر کے اپنی ایک "Halal List" میں شامل کرتی ہے جسے وہ وقتاً فوقتاً یعنی ہر تین مہینے پر اپڈیٹ کر کے اپنی ویب سائٹ پر اپلوڈ کرتی ہے جس کا ویب سائٹ www.zamzam-capital.com ہے، کیا شیرز کی خریداری شرعاً درست ہے؟۔

ج: موجودہ دور میں شیئرز (حصص) کی خرید وفروخت ایک اہم اور مالی اعتبار سے نفع آور کاروبار بن گیا ہے، کسی بھی طرح کی کمپنی خواہ وہ تجارتی ہو یا صنعتی کا شیئر خریدنا چند شرائط کے ساتھ جائز ہے:

(۱) ایسی کمپنیاں جن کا بنیادی کاروبار حلال ہو، ان کا شیئرز خریدنا جائز ودرست ہے، (۲) جن کمپنیوں کا بنیادی کاروبار سود اور حرام پر مبنی ہو، ان کا شیئر خریدنا ناجائز وحرام ہے۔ (دیکھئے: جدید فقہی مسائل: ۱۷۳/۴، جدید مسائل اور فقہ اکیڈمی کے فیصلے: ۱۵۰) "ولاتعاونوا علی الإثم والعدوان (سورۃ المائدۃ: ۲) أن یکون التصرف مباحاً شرعاً فلایجوز التوکیل فی فعل محرم شرعاً کالغصب أو الاعتداء علی الغیر (الفقہ الاسلامی وأدلتہ: ۱۵۴/۴) (۳) کمپنی کا کاروبار واقعی شروع ہو چکا ہو اور اس کے کچھ اثاثے ٹھوس سامان کی شکل میں موجود ہوں، کمپنی صرف منصوبہ بندی اور نقد اثاثوں تک محدود نہ ہو: "والأصل أنہ متی بیع نقد مع غیرہ کمفضض ومزرکش بنقد من جنسہ شرط زیادۃ الثمن، فلو مثلہ أو أقل أو جھل بطل ولو بغیر جنسہ شرط التقابض فقط (الدر المختار) قولہ: (والأصل الخ) أشار بہ إلی فائدۃ قولہ فباعہ بمائۃ: أی بثمن زائد علی قدر الحلیۃ التی من جنس الثمن لیکون قدر الحلیۃ ثمنا لھا والزائد ثمنا للسیف، إذ لو لم یتحقق الزیادۃ بطل البیع. (ردالمحتار: ۵۲۷/۷، ۵۲۸) (۴) اگر کمپنی باضابطہ کاروبار شروع نہ کی ہو، صرف منصوبہ بندی اور نقد اثاثوں تک محدود ہو، تو ایسی صورت میں اصل قیمت سے کم یا زیادہ میں اس کی شیئر کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے۔ (دیکھئے فقہی مقالات: ۱۴۴/۱، جدید مسائل اور فقہ اکیڈمی کے فیصلے: ۱۵۰) "عن عثمان بن عفان أن رسول اللہ ﷺ قال: لاتبیعوا الدینار بالدینارین ولا الدرھم بالدرھمین. (الصحیح لمسلم: ۲۴/۲) عن سعید الخدری قال قال: رسول اللہ ﷺ الذھب بالذھب والفضۃ بالفضۃ والبر بالبر والشعیر بالشعیر والتمر بالتمر والملح بالملح مثلا بمثل یدا بید فمن ازداد واستزاد فقد اربی الأخذ والمعطی سواء (الصحیح لمسلم: ۲۵/۲) (۵) اگر کمپنی کا بنیادی کاروبار حلال ہو لیکن وہ کمپنی ضمنی طور پر بعض ناجائز کاروبار میں بھی سرمایہ کاری کرتی ہو تو ضروری ہے کہ ایسی صورت میں سرمایہ کاری ۳۳/فیصد سے زائد نہ ہو اور سودی قرض بھی ۳۳/فیصد یعنی ایک تہائی سے کم ہو، بہ صورت دیگر شیئرز کی خریداری جائز نہیں ہوگی۔ (۶) ناجائز سرمایہ کاری سے ہونے والی آمدنی کا تناسب مجموعی آمدنی میں پانچ فیصد نہ ہو: "الأصل حرمۃ المساھمۃ أو التعامل (الاستثمار أو المتاجرۃ) فی أسھم شرکات تتعامل أحیانا بالربا أو نحوہ من المحرمات مع کون أصل نشاطھا مباحا، ویستثنی من ھذا الحکم المساھمۃ أو التعامل (الإستثمار أو المتاجرۃ) بالشروط الآتیۃ:

☆ ألا یبلغ إجمالی المبلغ المودع بالربا سواء أکان قرضا طویل الأجل أم قرضا قصیر الأجل ۳۰٪ من القیمۃ السوقیۃ (MarketCap) لمجموعی أسھم الشرکۃ علما بأن الاقتراض بالربا حرام مھما کان مبلغہ .

☆ ألا یبلغ إجمالی المبلغ المودع بالربا، سواء أکانت مدۃ الإیداع قصیرۃ أو متوسطۃ أو طویلۃ ۳۰٪ من القیمۃ السوقیۃ (Market cap) لمجموع أسھم الشرکۃ علما بأن الایداع بالربا حرام مھما کان مبلغہ .

☆ ألا یتجاوز مقدار الإیراد الناتج من عنصر محرم نسبۃ ۵٪ من إجمالی إیرادات الشرکۃ سواء أکان ھذا الإیراد ناتجا عن ممارسۃ نشاط محرم أم عن تملک المحرم. وإذا لم یتم الإفصاح عن بعض الإیرادات فیجتھد فی معرفتھا ویراعی جانب الاحتیاط. (المعاییر الشرعیۃ، المعیار الشرعی رقم: ۲۱، الأوراق المالیۃ (الأسھم والسندات): ۳۵۶)

(۷) جن مسلمانوں نے ایسی کمپنیز کے شیئرز خریدے جن کا بنیادی کاروبار حلال ہے، لیکن وہ کمپنیز ضمنی طور پر بعض ناجائز تصرفات میں بھی ملوث ہوتی ہیں تو ان مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ شیئر ہولڈرز کی سالانہ میٹنگ میں کمپنی کو آئندہ ایسے ناجائز تصرفات سے روکنے کی کوشش کریں اور دوسرے ہولڈرز کو افہام وتفہیم کے ذریعہ اس بات پر آمادہ کرنے کی سعی کریں کہ وہ بھی ان کے نقطہ نظر سے اتفاق کرتے ہوئے میٹنگ میں ان کی تائید کریں۔ (جدید مسائل اور فقہ اکیڈمی کے فیصلے: ۱۵۰، ۱۵۱، امداد الفتاویٰ ۴۹۱/۳) (۸) اگر کمپنی کے منافع میں سود بھی شامل ہو اور اس کی مقدار معلوم ہو تو شیئر ہولڈر کے لئے منافع میں سے سود کے بقدر بلانیت ثواب صدقہ کر دینا ضروری ہے۔ (۹) اگر کمپنی کے منافع میں سود بھی شامل ہو اور حاصل ہونے والی سودی آمدنی کو کاروبار میں لگا کر نفع کمایا گیا ہو تو جتنا فیصد کل آمدنی میں سود مخلوط ہو گیا ہے، اسی تناسب سے ملنے والے منافع میں سے رقم نکال کر بلانیت ثواب صدقہ کر دیا جائے: "إذا دفع المسلم إلی النصرانی مالا مضاربۃ بالنصف فھو جائز إلا أنہ مکروہ فإن اتجر فی الخمر والخنزیر فربح جاز علی المضاربۃ فی قول أبی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ وینبغی للمسلم أن یتصدق بحصتہ من الربح (الفتاویٰ الھندیۃ: ۳۳۳/۴) (بقیہ صفحہ ۱۴/پر)

Scanned with CamScanner

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار
نقیب

پھلواری شریف

جلد نمبر 64/74 شمارہ نمبر 32 مورخہ ۲۰/صفر المظفر ۱۴۴۶ھ مطابق ۲۶/اگست ۲۰۲۴ء روز سوموار

عصمت دری کے بڑھتے واقعات

کولکاتہ میں 31 سالہ جونیئر ڈاکٹر کا عصمت دری کے بعد سنجے رائے نامی پولیس کے ایک رضا کار نے قتل کر دیا، سی سی کمرے کی مدد سے اسے گرفتار کرلیا گیا، مودی جی کی زبان میں کہیں تو لباس اور چہرے سے اسے پہچانا جاسکتا ہے کہ کون ہے، مزے کی بات یہ ہے کہ واردات کے انجام دینے کے بعد وہ آر جی کر میڈیکل کالج کے قریب ہی ایک پولیس بیرک میں سوگیا، اس دردناک واقعہ پر ملک میں ڈاکٹروں نے ہڑتال کر دی، کولکاتہ میں خاص کر احتجاج اور مظاہرے کا سلسلہ جاری ہے، بعض احتجاج میں مغربی بنگال کی وزیر اعلی ممتا بنرجی بھی شریک ہوئی اور مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچانے کے عزم کا اظہار کیا، اس معاملے کو جانچ کے لیے کلکتہ ہائی کورٹ کے حکموں پر سی بی آئی کے سپرد کر دیا گیا ہے اور عدالت عظمی (سپریم کورٹ) نے اس کا از خود نوٹس لے کر سہ رکنی ایک بینچ ترتیب دیا ہے، جس نے اس واقعہ کی سماعت کی، مغربی بنگال حکومت کو پھٹکار لگائی، اور اس قسم کے واردات کو روکنے کے لیے ایک ٹاسک فورس کی تشکیل کی۔

واقعہ 9 اگست 2024 کا ہے، جونیر ڈاکٹر جس کے ساتھ یہ الم ناک واقعہ ہوا، وہ ابھی تربیت کے مرحلہ میں تھی، اسی لیے اس کی شناخت چھپانے کے لیے میڈیا والے اسے ''ٹرینی ڈاکٹر'' کے نام سے یاد کرتے ہیں، وہ رات کا کھانا کھا کر ہسپتال کی تیسری منزل پر واقع سیمینار ہال کی ایک کرسی پر سوگئی تھی، صبح اس کی لاش ملی تو حادثہ کا علم ہوا، ابتدا میں یہ معاملہ قتل کا قرار دیا گیا، بعد میں پوسٹ مارٹم رپورٹ آنے کے بعد اس کی اندام نہانی سے 1.51 گرام لسے دار مادہ برآمد ہوا، اس بنیاد پر اسے اجتماعی عصمت دری کا معاملہ قرار دیا جارہا ہے، تفتیش شروع ہوگئی، ریاستی حکومت ایس آئی ٹی کے ذریعے تحقیق کروارہی ہے، مجرموں تک پہنچنے کی اس قدر جدو جہد کے باوجود سات ہزار لوگوں نے آر جی کر میڈیکل کالج میں توڑ پھوڑ مچائی اور اس کی املاک کو نقصان پہنچایا، حزب مخالف اسے حکمراں جماعت کے سر منڈھتا ہے کہ یہ ثبوت وشواہد مٹانے کی کوشش تھی، جبکہ برسر اقتدار ترنمول کانگریس کے لوگ ممتا حکومت کو بدنام کرنے کے لیے بی جے پی کی مہم کے ایک حصہ کے طور پر دیکھتی ہے، اس واقعے نے دہلی میں ہوئے واقعہ کی یاد دلادی، ممتا بنرجی نے صحیح کہا کہ مجرم کو موت کی سزا دینی چاہیے۔

اس ملک کی بدقسمتی یہ ہے کہ یہاں لاشوں اور کفن پر بھی سیاست ہوتی ہے، چنانچہ ٹی ایم سی کو بدنام کرنے اور مغربی بنگال میں قانون کی حکمرانی کے فوت ہونے کی بات کہہ کر صدر راج لگانے کی پلاننگ ہورہی ہے، بہت ممکن ہے کہ گورنر، ممتا بنرجی پر مقدمہ چلانے کی منظوری بھی دے دیں، جیسا کہ کرناٹک کے گورنر نے وہاں کے وزیر اعلی پر مقدمہ چلانے کی اجازت دے کر کیا ہے۔

سیاست سے اوپر اٹھ کر دیکھیں تو سی سی کیمرے سے اجتماعی عصمت دری کے اور مجرمین کیوں نہیں کھنگالے جاسکے، اسپتال کے ذمہ داروں کا کیا رول رہا یہ سب تحقیق کے موضوعات ہیں، ڈاکٹروں کا موضوع No work no sefty کا مطالبہ بھی صحیح ہے، لیکن پورے ملک میں علاج ومعالجہ کے کام کو روک دینا، ڈاکٹروں کی اخلاقی روایت کے خلاف ہے، کتنے مریض دوا علاج کے لیے تڑپ رہے ہیں، اسپتالوں کے وارڈ مریضوں سے خالی ہورہے ہیں، اور بہت سارے انسانی جانوں کے علاج نہ ملنے کی وجہ سے جانے کا خطرہ ہے، اس لیے مطالبہ کی حمایت کے باوجود انہیں انسانی بنیادوں پر کام پر لوٹنا چاہیے، جس کا سلسلہ اب دھیرے دھیرے شروع ہوگیا ہے اور حالات نارمل ہورہے ہیں۔

مہاراشٹرا میں اسکول کی چار سالہ بچی کے ساتھ اسکول کے صفائی کرمچار نے ہی درندگی کی، وہاں بھی احتجاج اور مظاہرہ کا سلسلہ جاری ہے، اتراکھنڈ، رودر پور کے جوئیر اسپتال کی ایک مسلم نرس تسلیم جہاں کو اجتماعی عصمت دری کے بعد قتل کر دیا گیا، لیکن پورے ملک میں اس حوالہ سے نہ کوئی احتجاج ہورہا ہے اور نہ ہی کوئی مظاہرہ، بنگال کے واقعہ پر ٹی وی چینل والے جس طرح بریکنگ نیوز چلا رہے ہیں، تسلیم جہاں کے واقعہ پر سب کو سانپ سونگھ گیا ہے، شاید اس لیے کہ وہ مسلمان ہے اور اتراکھنڈ میں بی جے پی کی حکومت ہے۔

ہندوستان میں عصمت دری کے روزانہ تقریبا 90 واقعات ہوتے ہیں، نیشنل کرائم ریکارڈس بیورو کے مطابق سن 2021 میں 3777، 2020 میں 28064، 2019 میں 32033 واقعات سامنے آئے تھے، اقوام متحدہ کے ذریعے اس کا سروے 57 ملکوں کا کیا گیا تھا اس کی رپورٹ کے مطابق عصمت دری کے صرف 11 فیصد معاملات کی ہی رپورٹ درج ہوتی ہے، تمام متاثرین بعض مصلحتوں سے اس معاملے کو پولیس میں لے جانا پسند نہیں کرتے، 2006 میں نیشنل کرائم بیورو نے بتایا تھا کہ ہندوستان میں عصمت دری کے 71 فیصد معاملات کی رپورٹ درج نہیں کرائی جاتی ہے۔

عصمت دری کے زیادہ تر واقعات شناشا لوگوں کے ذریعہ ہی وقوع پذیر ہوتے ہیں، اس لیے شریعت نے سختی سے غیر محرم مردوں سے پردے کا حکم دیا ہے اور مرد وزن کے اختلاط کو گناہ کے دائرے میں رکھا ہے، کیوں کہ رشتوں کے نام پر بے مہابا ملنا عصمت دری تک پہنچا دیتا ہے 2021 میں عصمت دری کے جو معاملات سامنے آئے ان میں 28147 واقعات میں رشتہ دار ہی اس جرم کے مرتکب پائے گئے، ان میں 10 فیصد وہ لڑکیاں تھیں جن کی عمر 18 سال سے کم تھی، اس کا مطلب ہے کہ 89 فیصد عصمت دری اپنوں کے ذریعے ہوتی ہے، اس لیے ضروری ہے کہ رشتوں میں پردے کے اہتمام کو اسلامی تعلیمات کے مطابق بڑھایا جائے اور بلوغیت کی عمر اس معاملہ میں 18 سال کو نہ سمجھا جائے، ان کا جنسی شعور اس سے بہت قبل بالیدہ ہوجاتا ہے اور اپنی اس حس کی وجہ سے کبھی خود بھی وہ آبرو ریزی کے واقعات کی شریک کو سہیم ہوجاتی ہیں۔

ہندوستان سے باہر نکل کر دیکھیں تو 13 اکتوبر 2020 کی بزنس اسٹینڈرڈ کی رپورٹ کے مطابق سب سے بدترین صورت حال جنوبی افریقہ کی ہے، وہاں ہر ایک لاکھ پر عصمت دری کے 132.4 واقعات درج ہوئے ہیں، جنوبی افریقہ کا پڑوسی ملک ہیروں کے لیے مشہور ربوٹ سوانہ دوسرے نمبر پر ہے، جہاں ہر ایک لاکھ پر عصمت دری کے 92.90 فیصد واقعات رونما ہوئے، لسوتھونیہ نے اس جرم میں تیسرا مقام حاصل کیا، وہاں ہر ایک لاکھ پر 82.70 عورتوں کو عصمت دری کا سامنا کرنا پڑا، سوازی لینڈ (اسواتینی) کے یہاں عصمت دری کی شرح ہر ایک لاکھ پر 77.50 رہی، اس طرح ہر ایک لاکھ پر بوموداا 67.30، سویڈن 63.50، سرینام 45.20 کواریکا 36.70، نکارا گوا 31.60، گریناڈا 306 ہونے کی وجہ سے علی الترتیب پانچویں سے دسویں نمبر پر ہے۔ رپورٹ کے مطابق دنیا میں 35 فیصد خواتین کو زندگی کے کسی نہ کسی مرحلہ میں جنسی ہراسانی کا سامنا کرنا پڑا ہے۔

جہاں تک ہندوستان میں عصمت دری کے ملزمین کو سزا دینے کے بات ہے تو 1973 میں 44.3 فیصد واقعات میں مجرمین نے سزا پائی تھی لیکن یہ تناسب دن بدن کم ہوتا جارہا ہے۔ 2019 میں صرف 27.8 فیصد مجرمین پر سزا کا نفاذ ہو سکا، جبکہ 1983 میں 37.7، 2010 میں 26.6، 2012 میں 24.2، 2013 میں 27.1، 2017 میں 32.2 فیصد مجرمین ہی سزا پاسکے، کچھ پر الزامات ثابت نہ ہوسکا اور کچھ متاثرین نے مقدمات واپس لے لیا اور صلح کرلیا۔

یہ بات بھی اپنی جگہ صحیح ہے کہ عصمت دری کے جن واقعات کا اندراج ہوتا ہے، اس میں کئی واقعات فرضی بھی ہوا کرتے ہیں مقصد اپنے مخالف کو ذلیل ورسوا کرنا اور عدالت کی دوڑ لگوانا ہوتا ہے، اسلام میں فرد کی عزت اور آبرو ریزی کی بڑی اہمیت ہے۔ اس لیے اس نے غلط تہمت لگانے والے کو 80 کوڑے لگانے کی سزا مقرر ہے یہ زانی اور زانیہ کو دی جانے والی سزا سے صرف 20 کوڑے کم ہے تاکہ کسی کی عفت وعصمت پر کوئی انگلی نہ اٹھائے جو واقعتاً مجرم ہیں، ان کے جرموں کے ثبوت کے لیے چار ایسے گواہوں کی شہادت کو ضروری قرار دیا، جنھوں نے اس واقعہ کو سرمہ کی شیشی میں سرمہ لگانے والی تیلی کی طرح داخل کرتے دیکھا ہو۔ شہادت کا یہ نصاب دوسرے جرائم سے دو زیادہ رکھا گیا، تاکہ تہمت لگانے کا سد باب کیا جاسکے۔

البتہ جو لوگ واقعتاً مجرم ہیں، اگر وہ غیر شادی شدہ ہیں تو سو کوڑے لگائے جائیں گے، اور اگر وہ شادی شدہ ہیں تو انہیں پتھر مار مار کر ہلاک کر دیا جائے گا۔ آج کا دانشور طبقہ ایسے مجرمین کو گھٹ گھٹ کر مارنے کی وکالت کرتا ہے، پتھر مار مار کر ہلاک کرنا گھٹ گھٹ کر مارنے کی ہی ایک شکل ہے کاش میری قوم اسے سمجھ سکے۔

مچھروں کی دہشت

مچھروں کے مضر اثرات سے بچانے اور بیداری لانے کے لیے ہر سال 20 اگست کو عالمی یوم مچھر منایا جاتا ہے، ہر سال اس کے لیے الگ الگ امور پر توجہ دلائی جاتی ہے، اس بار ''ملیریا کے خلاف لڑائی میں تیزی لانا'' اس کا مقصد اور موٹو تھا 20 اگست کی تاریخ اس کام کے لیے اس لیے مقرر کی گئی ہے کہ 1897ء میں اسی تاریخ کو ڈاکٹر رونالڈ راس نے مادہ انافلیز مچھر کی کھوج کی تھی، انافلیز مچھر کے کاٹنے سے ہی ملیریا ہوتا ہے، اس سے ہم تحقیق کے لیے ڈاکٹر رونالڈ راس کو 1902 میں نوبل انعام دیا گیا تھا۔

پوری دنیا میں مچھروں کی 4 ہزار سے زائد قسمیں پائی جاتی ہیں، ان میں سے کم از کم دو درجن قسم کے مچھر بیماری پھیلانے کا کام کرتے ہیں، نر مچھر کی کل عمر پانچ سے چھ دن ہوتی ہے، اور یہ مادہ مچھر کی بنسبت کم مضر ہوتے ہیں، مادہ مچھر ہی انسانوں کا خون چوستی ہے، کیونکہ اس کو انڈے دینے کے لیے توانائی کی ضرورت ہوتی ہے اس کی عمر چھ ہفتے اور اس سے زائد ہوا کرتی ہے، امس بھری گرمی، نمی اور پانی کے جماؤ میں ان کی پیداوار تیزی سے بڑھتی ہے، یہ ملیریا، ڈینگو، زرد بخار، جاپانی انسے فلائٹس، زیکا، چکن گنیا اور فائلیریا جیسے امراض انسانوں میں منتقل کرتے ہیں، ان کی زندگی کے چار ادوار ہوتے ہیں انڈا، لاوا، پیوپا اور مچھر۔

جو مچھر انسانوں کو زیادہ نقصان پہنچاتے ہیں ان میں ایک کالے بھورے رنگ کا مچھر ہوتا ہے، ان مچھروں کے منہ کے اگلے حصے میں ایک جوڑی پتلی سونڈ جیسی چیز ہوتی ہے، اسی کی مدد سے مادہ مچھر انسانوں کا خون چوستی ہے، شام اور رات کے وقت یہ زیادہ متحرک ہوتے ہیں، یہ سر سے پیر تک کسی جگہ بھی کاٹنے کی صلاحیت رکھتے ہیں مچھر کے اس قسم کو اینوفلس کہتے ہیں۔

مچھر کی ایک قسم ایڈس ہے، ان کے پیروں پر سفید نشان اور ان کے جسم کے اوپری حصہ پر سفید لکیر ہوتی ہے، یہ چار فٹ کی اونچائی تک اڑ سکتے ہیں، یہ جسم کے کھلے اعضاء، پیر ہاتھ کے اگلے حصے، پیٹ اور کمر کو بھی اپنا نشانہ بناتے ہیں۔

کیبولکس مچھر مختلف رنگوں کے ہوتے ہیں، سفید چاندی، قوس قزح، اور بھورے رنگ کے بھی پائے جاتے ہیں، ان کے دو پنکھ سر پر ایک سینگ جیسا انٹینا اور پاؤں لمبے ہوتے ہیں، یہ عموماً زانو، پاؤں کے پچھلے حصے اور گردن پر کاٹتے ہیں، ان تین قسم کے مچھروں میں اینوفلس زیادہ آواز لگاتے ہیں، ایڈس کی آواز انتہائی کم ہوتی ہے اور کیولیکس پوری طرح خاموش رہ کر حملہ آور ہوتے ہیں، صرف بہار کی سطح پر ان مچھروں کے اثرات کا جائزہ لیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ ہر سال پانچ لاکھ لوگوں کو بیمار بنانے کا سبب بنتے ہیں، گذشتہ تین سالوں میں تقریبا 10 ہزار لوگوں کی موت مچھر کاٹنے والی بیماری سے ہوئی ہے، حالانکہ پورے ہندوستان میں مچھروں کی صرف تین سو قسمیں پائی جاتی ہیں جبکہ بہار میں صرف مچھروں کی نو قسمیں ہی موجود ہیں، اس کے باوجود یہ قہر ڈھا رہے ہیں۔

مچھر بھی اللہ کی مخلوق ہے اور اس کے چھوٹے سے جسم میں اللہ کی بڑی نشانیاں موجود ہیں، لیکن یہ انسانوں کے لیے ضرر رساں ہیں، اس لیے ان کے کاٹنے سے قبل ختم کرنے کی اجازت ہے، اس کے لیے ضروری ہے کہ صفائی وستھرائی کے نظام کو بروئے کار لایا جائے، گھروں اور اس کے آس پاس گندگی اور پانی کو جمع نہ ہونے دیں، ہلکے رنگ کے پورے جسم کو ڈھکنے والے کپڑے پہنیں، نالیوں اور سوئمنگ پل، فرج وغیرہ کو صاف رکھیں، کولر کے پانی کو بدلتے رہیں، ضرورت محسوس ہو تو دوائیوں اور مرہم کا استعمال کریں۔

مچھر بھگانے کے لیے آل آوٹ اور بتی کا استعمال عام ہے، لیکن اب یہ اتنے ڈھٹ ہوگئے ہیں کہ ان کے اثرات بھی ان پر کم ہی ہوتے ہیں، حالانکہ مچھر بتی کی بکری میں گزشتہ دو سالوں میں پانچ گنا اضافہ ہوا ہے، دو سال پہلے مچھر بتی کی بکری پانچ سے سات کروڑ روپے کی پورے ہندوستان میں ہوتی تھی، اب یہ تجارت 25 سے 30 کروڑ تک پہنچ گئی ہے، صرف پٹنہ نگر نگم ہر سال مچھروں کو قابو میں رکھنے کے لیے ڈیڑھ سے دو کروڑ روپے خرچ کرتا ہے، بچاؤ کا طریقہ آپ جو بھی استعمال کریں اتنا ضرور یاد رکھیں کہ ہماری زندگی ہمارے پاس اللہ کی امانت ہے اور اس امانت کی حفاظت ہم پر فرض ہے۔ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے اپنے کو ہلاکت میں مت ڈالو۔

Scanned with CamScanner

یادوں کے چراغ — لکھا: شاہ اجمل فاروق ندوی

مولانا ولی الحق صدیقی افغانی

۵/ذوالحجہ ۱۴۴۵ھ/۱۲/جون ۲۰۲۴ء کوافغانستان سے یہ افسوس ناک خبر آئی کہ یادگارِ اسلاف اور سرزمینِ افغانستان پر باعثِ برکات مولانا ولی الحق صدیقی اس دنیا سے رخصت ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان کی ولادت افغانستان کے صوبے ننگر ہار کے علاقے سرخرود میں ۱۳۴۷ھ/۱۹۲۷ء میں ہوئی تھی۔ ان کا خاندان اہل علم وفضل کا خاندان تھا۔ ان کے والد گرامی مفتی عبدالحق صدیقی اور چچا مولانا عبدالخالق صدیقی دونوں مستند عالم تھے۔ اسی طرح ان کے دادا قاضی صاحب گل صدیقی بڑے عالم اور پردادا جناب احمد گل صدیقی بھی معتبر شخصیت کے مالک تھے۔

مولانا ولی الحق صدیقی اُس دور کی یادگار تھے، جس دور میں افغانستان اور موجودہ پاکستان و بنگلہ دیش کے طلبہ خاصی تعداد میں ہندستان آتے تھے۔ اپنے اپنے مسلک ومشرب کے لحاظ سے ملک کے مختلف حصوں میں قائم مدارس اور شخصیات سے استفادہ کرتے تھے۔ ایسے طلبہ کی اچھی تعداد دیو بند بھی پہنچتی تھی۔ اُسی زمانے میں دارالعلوم دیو بند میں ہمارے مخدوم ومحترم مولانا تبارک اللہ صدیقی ململی بھی زیر تعلیم تھے۔ انھوں نے مجھے بتایا تھا کہ ''ہمارے وقت میں دارالعلوم دیو بند میں کم وبیش ستّر بہتر افغانی طلبہ پڑھتے تھے۔'' ہمارے ممدوح مولانا ولی الحق صدیقی بھی انھی طلبہ میں شامل تھے۔ انھوں نے دیو بند میں تقریباً دس سال قیام کیا۔ وہ ۱۳۶۰ھ/۱۹۴۰ء میں دیو بند پہنچے اور ۱۳۷۰ھ/۱۹۵۰ء میں وہاں سے اپنے وطن واپس لوٹے۔

افغانستان اور پاکستان کے سرحدی علاقوں میں دارالعلوم دیو بند کا تعارف شیخ الہند مولانا محمود حسن دیو بندی کی شخصیت اور اثرات کی وجہ سے ہوا تھا۔ اس لیے شیخ الہند کی حیات میں دیو بند آنے والے طلبہ کا مرکز ومحور شیخ الہند ہی کی ذات گرامی ہوتی تھی۔ ۱۹۲۰ء میں اُن کے وصال کے بعد جو طلبہ دیو بند پہنچے، وہ شیخ الہند کے رنگ میں سب سے زیادہ رنگی ہوئی شخصیت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی کو اپنی عقیدت کا سب سے بڑا مرکز بناتے تھے۔ اُس زمانے میں بالعموم صحیح بخاری اور جامع ترمذی شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی، صحیح مسلم علامہ محمد ابراہیم بلیاوی اور سنن ابو داؤد شیخ الادب مولانا اعزاز علی امروہوی پڑھایا کرتے تھے۔ یہ تینوں بزرگ شیخ الہند کے شاگرد تھے۔ اس لیے افغانی طلبہ اپنے ان تینوں اساتذہ سے سب سے زیادہ قرب رکھتے تھے۔ بعد میں شیخ الہند کے ایک اور شاگرد مولانا سید فخر الدین احمد مراد آبادی بھی شیخ الحدیث بن کر دارالعلوم دیو بند پہنچے تھے، لیکن اُن کے دور میں ملک کی تقسیم کو اچھا خاصا وقت گزر چکا تھا اور افغانی طلبہ کی آمد کا سلسلہ موقوف ہو چکا تھا۔ اس لیے اُن کے ذریعے ۱۹۷۲ء تک شیخ الہند کی نسبت تو عام ہوتی رہی؛ لیکن افغانوں اور سرحدی قبائل تک یہ فیض نہیں پہنچ سکا۔ اس لحاظ سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ مولانا ولی الحق صدیقی نے دارالعلوم دیو بند کے زریں عہد میں دس سال گزارے۔ خطیب الاسلام مولانا محمد سالم قاسمی اور صاحب زادہ شیخ الاسلام مولانا محمد اسعد مدنی رحمہما اللہ اُن کے ہم سبق رہے۔ یہ بات تقریباً وثوق کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ اُس صف کا کوئی فرد اب اس دنیا میں موجود نہیں ہے۔ امارت اسلامی افغانستان کو بھی مولانا کی اس عالی نسبت کی قدر تھی۔ اسی لیے کچھ عرصے پہلے وہاں کے ایک مرکزی وزیر نے ایک وفد کے ساتھ اُن کی خدمت میں حاضری دی تھی۔

مولانا ولی الحق صدیقی نے دارالعلوم دیو بند میں صحیح بخاری و جامع ترمذی شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی سے، صحیح مسلم علامہ محمد ابراہیم بلیاویؒ سے، سنن ابو داؤد مولانا اعزاز علی امروہویؒ سے، سنن نسائی مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ سے، سنن ابن ماجہ مولانا قاری محمد طیبؒ قاسمی سے پڑھی تھی۔ عالم عرب کے علمائے حدیث کے درمیان مولانا ولی الحق صدیقی کی اہمیت ایک تو اس لیے تھی کہ مولانا حسین احمد مدنی کے اتنے قدیم تلامذہ اب نہیں پائے جاتے۔ اسی لیے شامی عالم ومحقق ڈاکٹر زیاد التکلۃ نے دوسال قبل شعبان کے مہینے میں مولانا کے سامنے صحیح بخاری مکمل پڑھنے کا اہتمام کیا تھا۔ اس مبارک سلسلے کی اختتامی مجلس ۲۷/شعبان المعظم ۱۴۴۳ھ/ ۳۱/مارچ ۲۰۲۲ء منعقد ہوئی۔ پوری دنیا سے سیکڑوں علمائے حدیث اور ہم جیسے طلبہ نے آن لائن مجالس میں شرکت کی۔ روزانہ تقریباً تین گھنٹے قرأت ہوتی تھی۔ مولانا بہت سکون کے ساتھ پوری مجلس سماعت فرماتے تھے۔ آخر میں پرسوز انداز میں دعا بھی کراتے تھے۔ اُن کی مبارک زبان سے نکلنے والے دعائیہ کلمات آج بھی کانوں میں رس گھولتے ہیں۔

علمائے حدیث کے درمیان مولانا ولی الحق صدیقی کی اہمیت کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ انھوں نے موطأ امام محمد شیخ التفسیر مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ سے پڑھی تھی۔ مولانا کاندھلویؒ نے مفتی اعظم مولانا عزیز الرحمان عثمانیؒ سے اور انھوں نے دارالعلوم کے استاذِ اول ملا محمود دیو بندیؒ سے۔ ملا محمود کو شاہ عبدالغنی مجددی سے اجازت حاصل تھی۔ مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ دارالعلوم دیو بند میں شیخ التفسیر کی مسند پر فائز تھے۔ تفسیر بیضاوی اور تفسیر ابن کثیر کا درس دیا کرتے تھے۔ حسب ضرورت احادیث کی مختلف کتابیں بھی اُن کے زیر درس رہیں، موطأ امام محمد بھی صرف ایک سال پڑھائی تھی، مولانا ولی الحق صدیقی بھی اس جماعت میں تھے، جس نے مولانا کاندھلویؒ سے یہ کتاب پڑھی تھی۔ اس لیے عرب علماء وطلبہ مولانا صدیقی کے ساتھ موطأ امام محمد کی آن لائن مجالس بھی منعقد کرتے تھے۔ ایک دورے میں مجھے بھی شرکت کی سعادت حاصل ہوئی تھی۔ یہ مجالس ۱۶/شوال المکرم ۱۴۴۲ھ/ ۲۹/مئی ۲۰۲۱ء سے ۲۲/شوال/ ۴/جون تک جاری رہی تھیں، مصری عالم شیخ احمد حسن محمد القاضی نے مولانا ولی الحق صدیقی کا ثبت بھی ترتیب دیا ہے۔ اس کا نام الرضی الکافی فی بعض أسانید مولانا ولی الحق الصدیقی ہے۔ اس میں بہت سی چیزیں نظر ثانی کی بھی محتاج ہیں۔

مجھے ایک مرتبہ مولانا ولی الحق صدیقی سے آن لائن ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ اُن کے لباس، بول چال اور اردگرد کے ماحول سے بہت سلیقہ مندی جھلکتی تھی۔ اپنے اساتذہ کا تذکرہ کرتے ہوئے اُن کی آواز بھرا جاتی تھی۔ شاید یہ اُن کی تربیت ہی کا نتیجہ تھا کہ اُن کے اہل خانہ اُن کا غایت درجہ ادب کرتے ہوئے محسوس ہوتے تھے اور دوسروں کو بھی اُن سے مستفید ہونے کا موقع دیتے تھے۔ ہمارے ملک میں حال ہی میں وفات پانے والے کچھ عالی نسبت علماء ایسے بھی تھے، جن کے گھر والوں نے صحت وحفاظت کے نام پر انھیں تقریباً محصور کر کے رکھ دیا تھا۔ حد تو یہ کہ کسی سے فون پر گفتگو کی بھی اجازت نہیں تھی، لیکن مولانا ولی الحق صدیقی اس لحاظ سے خوش نصیب تھے کہ اُن کے اہل خانہ اُن کی صرف خاندانی حیثیت سے واقف نہیں تھے، بلکہ اُن کی ملّی، دینی، علمی اور تاریخی اہمیت سے بھی واقف تھے۔ اس لیے انھوں نے مرضِ وفات میں مبتلا ہونے سے پہلے تک بہت منظم انداز میں ان سے استفادے کا دروازہ کھلا رکھا۔ علماء وطلبہ اُن سے ملاقات کے لیے حاضر ہوتے تو انھیں بآسانی ملنے دیا جاتا۔ دنیا بھر سے اہل علم آن لائن استفادے کی کوشش کرتے تو ایک وقت متعین کر دیا جاتا۔ پھر متعینہ وقت پر مولانا کو پوری یکسوئی فراہم کر کے گھر کے کسی بچے کو بھی اُن کے ساتھ بٹھا دیا جاتا تھا، تاکہ کوئی تکنیکی دشواری پیش آئے تو وہ درست کر سکے۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ ان کے سامنے صحیح بخاری جیسی بڑی کتابیں بھی بہت مرتب انداز میں شروع سے آخر تک ختم کر لی گئیں۔ اہل خانہ کی اس راست فہمی کے نتیجے میں مولانا سے استفادہ کرنے والے علماء، طلبہ اور عام افراد کی تعداد بلا مبالغہ کئی ہزار ہوگی۔ اب یہ فیض عام ہوتا جائے گا اور اس کا ثواب مولانا کے ساتھ ساتھ اُن کے اہل خانہ کے حصے میں بھی لکھا جاتا رہے گا۔

مولانا ولی الحق صدیقی کی رحلت سے افغانستان میں دینی علوم کی ایک روایت اپنے اختتام کو پہنچ گئی۔ وہ برصغیر کی تاریخ کے ایک خوب صورت دور کی یادگار تھے۔ اُن کے ہم سبق خطیب الاسلام مولانا محمد سالم قاسمیؒ کی رحلت پر جو احساس ہم ہندستانی طلبہ کو ہوا تھا، شاید وہی احساس آج افغانی طلبہ کو ہو رہا ہوگا۔ اس احساس کو شاعر نے اس طرح بیان کیا ہے:

وفات پا چکے سب رہ رَوانِ جادۂ عشق
ملال یہ ہے کہ دہلیزِ عاشقاں بھی گئی

کتابوں کی دنیا — لکھا: ایڈیٹر کے قلم سے

(تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

ڈاکٹر محمد احسن، حیات وخدمات

جناب خورشید حسن صاحب چیر مین اسلامیہ گروپ آف انسٹی ٹیوشن پھلواری شریف، پٹنہ نے اپنے والد اور ہمارے عہد کی تاریخ ساز تعلیمی وسماجی شخصیت، بے انتہا متحرک وفعال انسان جناب الحاج ڈاکٹر محمد احسن (آمد ۲/اپریل ۱۹۵۲ء-رفت ۲۴/مارچ ۲۰۱۷ء) بن الحاج عبدالستار صاحب کی حیات وخدمات پر مشتمل ایک کتاب مرتب کیا ہے، یہ ایک اچھی بات ہے، مرحوم کا حق تھا کہ ان کے احوال وآثار، زندگی کے واقعات وحوادثات سے اہل علم طبقہ کو باخبر کیا جائے، تاکہ قارئین، مرحوم کی زندگی کے تابندہ نقوش سے اپنی زندگی کے خدوخال کو منور کر سکیں، ان کی کامیابی کے اسرار ورموز سے واقف ہو کر خود کو بھی متحرک اور فعال بنا سکیں۔

ڈاکٹر محمد احسن صاحب مرحوم محکمہ پولس حکومت بہار سے ۳۰/اپریل ۲۰۰۰ء میں سبکدوش ہوئے، سبھی جانتے ہیں کہ پولس کی ملازمت کس طرح خشکی اور کرختگی لیے ہوتی ہے، لیکن انہوں نے اپنی تحریکی زندگی میں اس ملازمت کو آڑے نہیں آنے دیا، انہوں نے اپنی زندگی کے دو خانے کر رکھے تھے، ملازمت کی زندگی الگ تھی، سماجی اور تعلیمی زندگی الگ، اس تفریق کی وجہ سے ہی وہ دونوں محاذ پر کامیاب رہے۔

تعلیمی اسناد کی حد تک وہ گریجویٹ تھے، لیکن انہوں نے اپنی غیر معمولی صلاحیت کے سہارے چودہ تعلیمی ادارے قائم کیے، انہیں وقار واعتماد بخشا، ان میں ادارہ فلاح المسلمین بھی ہے اور اردو ہائی اسکول بھی، کئی بی ٹی، بی ایڈ اور ڈی ایل ایڈ کالج ہیں، انفارمیشن ٹکنالوجی، آرٹ اینڈ کرافٹ، صحت، اسلامک اسٹڈیز، خدمت خلق، ویلفیر سوسائٹی جیسے ادارے بھی ہیں، ان میں سات ادارے وہ ہیں جن کے نام میں اسلامیہ اور اسلامک لگا ہوا ہے، اسے ہم صرف اتفاق نہیں کہہ سکتے، جب تک ایمان واسلام قلب میں راسخ نہ ہو تو یہ نام کا جز نہیں بن سکتا تھا، اس لیے تعلیمی اداروں کے ان ناموں کو پیرامیٹر سمجھنا چاہیے کہ ڈاکٹر محمد احسن اسلام کے بارے میں کس طرح سوچا کرتے تھے، اسلاموفوبیا کے اس دور میں جب لوگ اپنی اسلامی شناخت چھپانے کی کوشش کرتے ہیں، اس دور میں انہوں نے اسلامیہ لگا کر اپنے موقف اور طریقۂ کار کا کھلے عام اعلان کیا، تجارتی نقطۂ نظر سے اس کے لیے بڑا دل گردہ چاہیے تھا، جو ان کے اندر اللہ نے رکھا تھا، انہیں اس نام کے لگانے سے حالات کے تلاطم نے نہیں روکا۔

جن اداروں کے ناموں میں اسلام جز نہیں ہے، وہ بھی خدمت خلق اور ویلفیر سے جڑے ہوئے ہیں اور یہ دونوں کام اسلام کے امتیازات میں سے ہیں، بھلائی کے کام اور مخلوق کی خدمت بڑا کار ثواب ہے، اس طرح یہ بھی ان کے لیے صدقہ جاریہ ہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انہیں کثیر العیال بنایا تھا، چھ لڑکے، چار لڑکیاں دس کی تعداد کم نہیں ہوتی، سب کو انہوں نے اچھی تعلیم دلائی، بہترین تربیت کی اور آج وہ سب مختلف میدانوں میں بہترین خدمات انجام دے رہے، جناب خورشید حسن صاحب ترتیب کے اعتبار سے ان کے پانچویں فرزند ہیں اور مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہوتی ہے کہ انہوں نے اپنے والد کی فکر کو پورے طور پر اوڑھ رکھا ہے اور اپنے اردگرد اس طرح سے کام کے لوگوں کو جوڑا ہے، جو ان اداروں کے مقاصد کے حصول میں ان کے بہترین معاون ہیں، ان لوگوں میں ایک مولانا افتخار احمد نظامی بھی ہیں جنہوں نے امارت شرعیہ میں رہ کر برسوں کام کا تجربہ حاصل کیا، جس کی وجہ سے سرکاری کارندوں سے نمٹنے کا فن انہیں آگیا۔ وہ قاضی نور الحسن میموریل اسکول کے پرنسپل اور ہمہ گیر تعلیمی مہم اور ہنر کے ذمہ دار بھی رہے۔

مجھے اس بات کا افسوس ہے کہ ڈاکٹر محمد احسن صاحب سے میری ملاقات کبھی نہیں ہوسکی، حالاں کہ کم وبیش چودہ سال کا دورانیہ پھلواری شریف میں میرے قیام کا وہ ہے جس میں وہ باحیات تھے، لیکن میری خلوت نشینی کی وجہ سے اس متحرک اور فعال شخص سے ملنے کی نوبت نہ آسکی، ان کے کام کے چرچے سنے اور اسی بنیاد پر یہ چند سطور لکھے جاسکے۔ اللہ مرحوم کی مغفرت فرمائے، ان کے کاموں کو آگے بڑھایا جائے، یہی ان کے لیے بہترین خراج عقیدت ہے۔

Scanned with CamScanner

حکایات اهل دل

قاضیوں کے حیرت انگیز فیصلے

☆...عہد نبوی میں ایک مرتبہ خاندان مخزوم کی ایک عورت چوری کے جرم میں گرفتار ہوئی،معزز ین قریش چاہتے تھے کہ کسی طرح معاملہ دب جائے اور یہ عورت سزا سے بچ جائے،لوگوں نے حضرت اسامہ بن زید کو بارگاہ نبوی میں اپنا شفیع بنایا، وہ گئے اور انہوں نے نشیب وفراز بتا کر اس کی رہائی کی سفارش کی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اسامہ بن زید سے محبت فرماتے تھے،مگر اس معاملہ میں غضب آلود ہو کر فرمایا، اسامہ! کیا تم ان حدود وقوانین میں جو اللہ تعالیٰ نے ایسے معاملات میں مقرر فرمائے ہیں، رخنہ اندازی کی جرأت وسفارش کرتے ہو، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطاب فرمایا: ''تم سے پہلی امتیں اسلئے برباد ہوگئیں کہ جب بڑے اور خاندانی آدمیوں سے کوئی جرم سرزد ہوتا تو اس کو چھوڑ دیتے اور جب کوئی معمولی بے وسیلہ آدمی مجرم ہوتا تو اس کو سزاء دیتے، خدا کی قسم اگر محمد کی بیٹی فاطمہ بھی سرقہ (چوری) کرتی تو اس کے ہاتھ کاٹے جاتے (خزینہ،ص:۱۰۹)

☆...قاضی شریح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ، خلافت میں قضاء کے عہدہ پر مقرر کئے تھے،ان کی عمر کافی لمبی ہوئی تھی،اس عہدہ پر حضرت علی رضی اللہ کی خلافت تک مامور رہے،ان کی عدالت میں ایک شخص نے یہ دعویٰ دائر کیا کہ میں نے فلاں شخص کو اتنے روپے بطور امانت کے سپرد کئے تھے،اب وہ دینے سے انکار کررہا ہے، قاضی شریح نے اس کو بلا کر پوچھا کہ اس کی امانت کیوں واپس نہیں کرتا اس نے کہا کہ میرے پاس اس نے ایک پیسہ بھی امانت نہیں رکھوایا، قاضی شریح نے مدعی سے کہا کہ یہ تو تمہارے دعویٰ کو تسلیم نہیں کرتا، اگر ثابت کرنا ہو تو گواہ لاؤ اس نے کہا کہ گواہ کہاں سے لاؤں، مقصود تو اخفاء تھا کہ کسی اور کو یہ اطلاع نہ ہو جائے اس نے اس کو جنگل میں لے جا کر ایک درخت کے نیچے سپرد کی تھی قاضی صاحب نے فرمایا کہ جب گواہ نہیں تو پھر تمہیں شرعاً صرف یہ حق ہے کہ اس سے قسم لے لو،اس نے کہا کہ اس کی قسم کا کیا اعتبار یہ تو رقم لے کر بھی انکار کررہا ہے، قاضی صاحب نے کہا کہ پھر کیا ہوسکتا ہے، شریعت میں یہی دو صورتیں ہیں کہ مدعی یا تو گواہ پیش کرے یا مدعی علیہ سے قسم لی جائے اس کو اس طرح مایوس کر کے اس سے کہا کہ اچھا بیٹھ جاؤ پھر تھوڑی دیر بعد اچانک مدعی کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اچھا جاؤ اس درخت کو ہاتھ تو لگا آؤ (درخت کے پاس اپنی امانت ڈھونڈ آؤ) گو اس کی سمجھ میں یہ نہ آیا کہ اس کا مقدمہ سے کیا تعلق ہے، لیکن چونکہ حکم کا ماننا ضروری تھا اس لئے وہ گیا تھوڑی دیر بعد وہ قاضی صاحب اچانک مدعی علیہ کی طرف متوجہ ہوئے اور اس سے پوچھا کہ کیوں جی اب تو وہ اس درخت کے پاس پہونچ گیا ہوگا، اس کے منہ سے فوراً نکلا جی ہاں پہونچ گیا ہوگا، قاضی صاحب نے فوراً حکم دیا کہ اس کو گرفتار کرلو، اس کا انکار کرنا غلط ہے، کیونکہ جب یہ واقعہ ہی نہیں ہوا تو پھر اسے یہ کیسے خبر ہوئی کہ وہ درخت کتنے فاصلے پر ہے، بس کیا تھا اس کو جرم کا اقرار کرنا پڑا اور امانت واپس کرنی پڑی، واقعی قاضی شریح بڑے ذہین تھے، معاملہ کی حقیقت معلوم کرنے کی کیسی اچھی ترکیب سوچی اگر بھولے بھالے ہوتے تو حق والے کے حق کو کیسے ثابت کرسکتے یہ تابعی ہیں، مگر حضرات صحابہ ان کو اپنے ہی میں سمجھتے تھے اور وہ ان سے بے تکلف علمی مسائل میں بحث ومباحثہ کرتے تھے، غرض وہ اس درجہ کے تابعی تھے کہ صحابہ کے طبقہ میں سمجھے جاتے تھے۔

☆...حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دربار میں ایک باپ نے اپنے بیٹے پر دعویٰ کیا کہ یہ میرے حقوق ادا نہیں کرتا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لڑکے سے دریافت کیا اس نے کہا کہ اے امیر المومنین کیا باپ ہی کا سارا حق اولاد پر ہے یا اولاد کا بھی باپ پر کچھ حق ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اولاد کا بھی باپ کے ذمہ حق ہے، بیٹے نے کہا کہ میں ان حقوق کو سننا چاہتا ہوں، فرمایا اولاد کا حق باپ پر یہ ہے کہ اولاد کے لئے شریف عورت تجویز کرے اور جب اولاد پیدا ہو تو اس کا نام اچھا رکھے اور جب اس کے ہوش درست ہوجائیں تو ان کو دین کی تعلیم دے، تہذیب سکھائے، لڑکے نے کہا کہ میرے باپ نے ان حقوق میں سے ایک بھی حق ادا نہیں کیا، کیوں کہ اس نے ایسی باندی کو میری ماں بنایا ہے جو آوارہ گرد (فاحشہ) تھی اور جب میں پیدا ہوا تو میرا نام جُعل رکھا جس کے معنی ہیں پاخانہ کا کیڑا اور مجھے دین کا ایک حرف نہیں سکھایا، مجھے دینی تعلیم سے بالکل کورا کر رکھا، یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو باپ پر بہت غصہ آیا اور اس کو بہت دھمکایا اور یہ کہہ کر مقدمہ خارج کردیا کہ جاؤ پہلے تم اپنے ظلم کی مکافات کرو، اس کے بعد لڑکے کے ظلم کی فریاد کرنا (الفیض الحسن، اسلامی حکومت:۶۰۸)

☆...حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عدل وانصاف کی یہ حالت تھی کہ دنیا میں اس کی نظیر ملنا مشکل ہے (ان کی حکومت کا واقعہ ہے کہ) حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ''جبلہ'' غسان کا بادشاہ اسلام لایا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کے اسلام سے خوشی ہوئی تھی کیوں کہ بادشاہ کے مسلمان ہونے سے اس کی رعایہ کے بہت سے لوگ اسلام میں داخل ہوجاتے ہیں، دوسرے اس سے مخالفین پر بھی رعب پڑتا ہے، مگر اس خوشی کا یہ اثر نہ تھا کہ جبلہ کی ایسی رعایت کی جاتی کہ وہ جس پر چاہے ظلم کرنے لگے اور کچھ باز پرس نہ ہو، چنانچہ ایک مرتبہ ''جبلہ'' لنگی باندھے ہوئے خانہ کعبہ کا طواف کررہا تھا، لنگی باندھنا اہل عرب کا عام شعار تھا، بادشاہ اور غریب سب لنگی باندھتے تھے، اس وقت اتفاق سے کسی غریب کے پیر سے جبلہ کی لنگی کا کونہ دب گیا، جبلہ نے قدم آگے بڑھا دیا، اچانک لنگی کھل گئی، وہ غصے سے سرخ ہوگیا اور اس غریب مسلمانوں کو اس قدر زور سے طمانچہ مارا کہ اس کا دانت ٹوٹ گیا، اس نے حیلہ سے تو کچھ نہ کہا سیدھا حضرت عمرؓ کے دربار میں جاکر دعویٰ دائر کردیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جبلہ کو بلایا اور پوچھا کہ تو نے اس مسلمان کو طمانچہ مارا ہے، اس نے اقرار کیا، آپ نے مدعی سے فرمایا کہ تم جبلہ سے قصاص (بدلہ) لے سکتے ہو، جبلہ نے کہا کہ اے امیر المومنین اس بازاری کو مجھ جیسے بادشاہ کے برابر کس چیز نے کردیا جو اس کو مجھ سے قصاص لینے کا حق حاصل ہوگیا؟ آپ نے فرمایا اسلام نے تم دونوں کو برابر کردیا، جبلہ نے کہا کہ اچھا مجھے کل تک کی مہلت دیدی جائے میں کل قصاص دے دوں گا، حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں مہلت نہیں دے سکتا، یہ مدعی کا حق ہے اگر وہ چاہے تو مہلت دے چاہے نہ دے، بیچارہ غریب آدمی ذرا سی بات پر پسیج جاتا ہے، مدعی نے کہا کہ کل تک کی مہلت دینا منظور ہے، پھر رات کو وہ کم بخت (جبلہ) چپکے سے نکل کر بھاگ گیا اور مرتد ہو کر نصرانیوں میں جاملا مگر حضرت عمرؓ کو اس کی ذرا بھی پروانہ ہوئی۔

تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد میں وہ ''جبلہ'' بھی اپنے ارتداد پر پچھتاتا تھا اور باوجود یہ کہ نصرانیوں میں اس کی بڑی عزت اور آؤ بھگت ہوئی تھی اور ہر قسم کے اسباب عیش اس کے لئے مہیا تھے، مگر بعض دفعہ وہ رو کر کہتا تھا کہ اے کاش میں اس دن قصاص کو گوارہ کرلیتا تو وہ میرے لئے اس عزت سے ہزار درجہ بہتر ہوتا، اسلام واقعی ایسی چیز ہے کہ اس کو چھوڑ کر کبھی چین نہیں مل سکتا، جبلہ کے ارتداد سے اسلام کو کچھ نقصان نہیں پہونچا، بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اگر اس کی رعایت کرتے تو اس سے بیشک اسلام کو نقصان پہونچتا کیونکہ دوسروں کے یہ کہنے کا موقعہ ملتا کہ اسلام میں کمزور کا حق طاقتور سے نہیں دلایا جاتا ہے، بلکہ طاقتوروں کی رعایت کی جاتی ہے اور یہ خلاف عدل ہے اور اب سب کو معلوم ہوگیا کہ اسلامی قانون میں کوئی زبردست کسی کمزور کا حق نہیں دبا سکتا (اسلامی حکومت:۴۰۵)

☆...حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ذہانت کے واقعات میں ہے کہ دو شخص راستہ میں کسی سفر میں ساتھ تھے کہ کھانے کا وقت آیا، ایک کے پاس پانچ روٹیاں تھیں اور دوسرے کے پاس تین روٹیاں، اتفاق سے ایک مسافر بھی آگیا، اس کو بھی بلا کر کھانے میں شریک کیا، تینوں نے مل کر وہ روٹیاں کھائیں، جب وہ مسافر ان سے علیحدہ ہوا تو اس نے ان کے احسان کے صلہ میں آٹھ درہم ان کو دئے کہ تم آپس میں ان کو تقسیم کرلینا، تقسیم میں دونوں رفیقوں میں اختلاف ہوا، پانچ والے نے کہا بھائی تیری تین روٹیاں تھیں تین درہم تو لے اور میری پانچ تھیں پانچ مجھ کو دے، تین والے نے کہا کہ نہیں نصف نصف تقسیم ہونی چاہئے، اس لئے کہ یہ دونوں عدد قریب قریب ہیں، یہ مقدمہ حضرت علیؓ کی خدمت میں پہونچا حضرت علیؓ نے دونوں کو سمجھایا کہ صلح کرلو صلح پر وہ راضی نہ ہوئے اور حساب سے دینے کی درخواست کی تو حضرت علیؓ نے تین والے کو فرمایا کہ ایک تو لو اور سات اس کو دے دو محاسب سنکر بہت حیران ہوئے کہ یہ کیسا فیصلہ ہے، لیکن سننے کے بعد معلوم ہوا کہ یہ عین عدل ہے، اس لئے کہ سب روٹیاں آٹھ تھیں اور تین آدمیوں نے کھائیں اور کمی وبیشی کا اندازہ ناممکن اس لئے یوں کہیں گے کہ تینوں نے برابر کھائیں تو اب دیکھنا چاہئے کہ ہر ایک نے کتنا کھایا پس ہر روٹی کے تین تین ٹکڑے کرلو تو کل چوبیس ٹکڑے ہوئے پس ہر شخص نے آٹھ ٹکڑے کھائے سو تین والے کی روٹیوں کے نو ٹکڑے ہوئے جس میں سے آٹھ تو اس نے خود کھائے ایک بچا وہ مسافر نے کھایا اور پانچ والے کی روٹیوں کے ۱۵/ ٹکڑے ہوئے جس میں سے آٹھ اس نے کھائے اور سات مسافر نے کھائے بس یہی نسبت درہم میں بھی ہونا چاہئے کہ سات درہم پانچ والے کو اور ایک درہم تین والے کو ملنا چاہئے۔(نفحۃ العرب)

خلیفہ ہارون رشید کی کسر نفسی: ایک دن دستر خوان پر خلیفہ ہارون نے قاضی یحییٰ سے پوچھا کہ بتایئے! اللہ تعالیٰ نے اس وقت دنیا میں سب سے زیادہ عزت کس کو دی ہے؟ قاضی نے جواب دیا: اللہ نے اس وقت آپ کو سب سے زیادہ عزت عطا کی ہے۔آپ امیر المؤمنین ہیں، ہارون نے جواب دیا: جواب غلط ہے، ہارون نے کہا سب سے زیادہ عزت اللہ نے اس کو دی ہے جس کا جوتا سیدھا کرنے کے لیے مسلمانوں کے دو دو ولی عہد آپس میں لڑتے ہیں۔اللہ نے آپ کے سینہ میں قرآن کی دولت عطا فرمائی آپ کے قلب میں حدیث پاک ہے اس سے بڑھ کر عزت کی اور کیا چیز ہوسکتی ہے؟۔ سبحان اللہ! ایک وقت کے سلطان اور امیر کے قلب میں علماء کی اسقدر عظمت تھی، خلیفہ ہارون رشید جو خود بھی جید عالم تھے ان کے دو صاحبزادے امین و مامون کو قاضی یحییٰ تعلیم دیتے تھے، ایک دن جب استاد درس سے فارغ ہوگئے اور درسگاہ سے اٹھنے کا ارادہ فرمایا تو دونوں استاد محترم کا جوتا سیدھا کرنے کے لیے آپس میں جھگڑ پڑے ہر ایک کی خواہش ہوئی کہ میں جوتا سیدھا کروں استاذ نے فیصلہ کیا کہ ایک کو تم اور دوسرے کو دوسرا سیدھا کرے۔

جنازہ کون پڑھائے گا؟ جب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کی وفات ہوئی تو کہرام مچ گیا، جنازہ تیار ہوا، ایک بڑے میدان میں جنازہ پڑھنے کے لئے لایا گیا وہاں انسانوں کا ایک سمندر جو تا حد نگاہ نظر آتا تھا یوں معلوم ہوا تھا کہ ایک بپھرے ہوئے دریا کی مانند یہ مجمع ہے، جب جنازہ پڑھانے کا وقت آیا، ایک آدمی آگے بڑھا، کہتا ہے کہ میں وصی ہوں مجھے حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے وصیت کی تھی میں اس مجمع تک وہ وصیت پہنچانا چاہتا ہوں مجمع خاموش ہوگیا، وصیت کی تھی، خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے یہ وصیت کی کہ میرا جنازہ وہ شخص پڑھائے جس کے اندر چار خوبیاں ہوں پہلی خوبی یہ ہے کہ زندگی میں اس کی تکبیر اولیٰ قضا نہ ہوئی ہو اور دوسری شرط اس کی تہجد کی نماز کبھی قضا نہ ہوئی ہو تیسری بات یہ ہے کہ اس نے غیر محرم پر کبھی بھی بری نظر نہ ڈالی ہو چوتھی بات یہ ہے کہ اتنا عبادت گزار ہو کہ اس نے عصر کی سنتیں بھی کبھی نہ چھوڑی ہوں جس شخص میں یہ چار خوبیاں ہوں وہ میری نماز جنازہ پڑھائے، یہ بات رہی گئی تو مجمع پر سکوت کا عالم طاری ہوگیا، لوگوں کے سر جھک گئے کون ہے جو قدم آگے بڑھائے، کافی دیر ہوگئی حتی کہ ایک شخص روتا ہوا آگے بڑھا، حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ کے جنازے کے قریب آیا، جنازے سے چادر ہٹائی اور کہا قطب الدین آپ خود تو فوت ہوگئے، مجھے رسوا کردیا، اس کے بعد بھرے مجمع کے سامنے اللہ کو حاضر ناظر جان کر قسم اٹھائی میرے اندر یہ چار خوبیاں موجود ہیں لوگوں نے دیکھا یہ وقت کا بادشاہ شمس الدین تھا۔

اگر بادشاہت اور حکومت کرنے والے اپنی ایسی زندگی گزار سکتے ہیں کیا ہم دکان کرنے والے یا دفتر میں جانے والے اور درس وتدریس کے مشغلے میں مصروف ایسی زندگی نہیں گذار سکتے، اللہ رب العزت ہمیں نیکی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جنگ یرموک : جنگ یرموک کا عجیب واقعہ تاریخ نے اپنے دامن میں محفوظ کر رکھا ہے، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ جنگ یرموک میں اپنے چچازاد بھائی کو پانی پلانے گئے تو ہشام بن عروہ نے آہ کی، بھائی نے سر کے اشارہ سے کہا کہ پہلے ہشام کو پانی پلائیں، جب انہیں پانی پلانے لگے تو ایک اور مجاہد نے آہ کی، ہشام نے خود پانی نہ پیا بلکہ سر کے اشارہ سے کہا کہ اس مجاہد کو پانی پلائیں، جب اس مجاہد کو پانی پلانے لگے تو وہ فوت ہوگیا، جب ہشام کے پاس آئے تو وہ بھی فوت ہوچکے تھے، جب چچازاد بھائی کے پاس آئے تو وہ بھی جان جاں آفریں کے سپرد کرچکے تھے۔ایثار کی ایسی مثال کوئی دوسری قوم نہیں پیش کرسکتی۔

حق اور خونی رشتہ: مدینہ کی ایک شام تھی، چند ایک صحابۂ کرامؓ آپس میں بیٹھے جنگِ بدر کے واقعات دہرا دہرا کر لطف اندوز ہورہے تھے، ابوبکر صدیقؓ اور ان کے بیٹے عبدالرحمٰن بھی تشریف فرما تھے، بدر کی جنگ میں بیٹا کفار کی جانب سے لڑا تھا، عبدالرحمٰن بولا: ''ابا! کئی دفعہ آپ میری تلوار کی زد میں آئے مگر میں گھوڑے کی باگ موڑ لیتا اور دوسری طرف چلا جاتا''۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جوش میں آکر فرمایا: ''بیٹا! اگر تم میری تلوار کی زد میں آتے تو واللہ میں تمہیں کبھی نہ چھوڑتا، ہم حق پر تھے، تم باطل پر تھے اور حق کو خونی رشتہ پر فوقیت ہے''۔

Scanned with CamScanner

اسلام کی بقاء اس کی اتباع میں ہے

مولانا ضیاء الرحمن طالعپوری

اسلام قیامت تک باقی رہنے والا ایک سچا دین ہے، قرآن نے ان الدین عند اللہ الاسلام سے اس کی صداقت اور انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون سے اس کی حفاظت کا اعلان کیا ہے، اس کی خوبیوں سے متاثر ہوکر پریشان حال انسانیت نے ہر دور میں اس کے آغوش میں پناہ لی ہے اور اسے اپنی نجات وسکون کا ذریعہ سمجھا ہے مگر دور حاضر میں بدقسمتی سے انسانیت کی فلاح وکامیابی والے مذہب ''اسلام'' کو بدنام اور اس کے پیروکاروں کو ان کے سچے مذہب سے برگشتہ کرنے اور انہیں ان کی ابدی وراثت سے محروم کرنے کے لئے تمام تر اسباب وآلات استعمال کئے جارہے ہیں اور طرح طرح کے شکوک وشبہات پیش کرکے ان کے ایمان کو متزلزل کرنے یا صفحہ ہستی سے انہیں نیست ونابود کرنے کی دنیا بھر میں کوشش ہورہی ہے، اہل اقتدار اپنے پورے لاؤلشکر، ذرائع ابلاغ اپنی پوری قوت وشوکت کے ساتھ میدان میں آچکے ہیں، مسلمانوں کی معمولی لغزش کو ناقابل تلافی جرم بنا کر پیش کرنا ان کا وطیرہ بن چکا ہے، ناکردہ جرم کا ملزم بنانا ان کا دستور بن چکا ہے، دنیا کا ماحول اس قدر زہریلا بنایا جارہا ہے کہ شریف النفس اسے سہار نہیں سکتا، انصاف پسند اس کی تاب نہیں لاسکتا حق گو کڑوا گھونٹ پینے اور خاموش رہنے پر مجبور ہیں۔

اس فتنہ کی آگ اس قدر تیز اور منصوبہ بند طریقہ سے پھیل رہی ہے کہ الامان والحفیظ، ہر موڑ پر اور ہر بھیس میں رہزن اپنے پورے لاؤلشکر کے ساتھ مورچا جمائے بیٹھے ہیں، انصاف کے میناروں سے، امن کے گہواروں سے مایوس کن آوازیں آرہی ہیں مگر ہمیں مایوس نہ ہونا چاہیے انسانیت کی رمق ابھی بھی باقی ہے اگرچہ وہ مدھم ہوچکی ہے اور اس کے اثرات محدود ہوچکے ہیں، تارک الدنیا مذہبی عبادت گاہوں کے رہبر مندروں کے سنت مہنت امن کے داعی، مشائخ اسلام گرچہ اپنی امن کی کوششوں میں ناکام نظر آتے ہیں کیوں کہ ہر میدان کو شر پسندوں نے گدلا کردیا ہے، تارک الدنیا سادھو سنت امن کے داعیوں کا روپ اور ان کا لبادہ اوڑھ کر انہوں نے اس مقدس جماعت کی انسانیت کی تعلیم کو گہری چوٹ پہنچائی ہے، پھر بھی ہمیں ناامید ہونے کی ضرورت نہیں، برائی اور شیطانی طاقتیں ہر دور میں رہی ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اس کا نقشہ کھینچا ہے ''قال فبما اغویتنی لا قعدن لھم صراطک المستقیم ثم لاتینھم من بین ایدیھم ومن خلفھم وعن ایمانھم وعن شمائلھم '' شیطان دائیں بائیں آگے پیچھے چاروں طرف اپنا مورچہ جمائے بیٹھے گا اور ہر موڑ پر وہ اپنی پوری قوت صرف کردیگا مگر ہمیں خوف زدہ اور ناامید ہونے کے بجائے'' وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین ''پر اعتماد رکھنا چاہئے اور اپنی تدابیر کو مؤثر بنانے کے لئے ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر سخت حالات آئے قریش مکہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے حامیوں کے خلاف معاشرتی مقاطعہ کیا اور آپ کے خلاف کئی قراردادیں منظور کی، بنوالمطلب اور بنو ہاشم جو آپ کی حمایت کررہے تھے ان کی عرب کے دوسرے قبائل میں شادی پر پابندی عائد کی اشیاء خورد ونوش پر پہرا بٹھادیا، تاجروں کو بھڑکایا کہ انہوں نے ان مظلوموں کے لئے قیمتیں اتنی زیادہ کردی کہ وہ خرید ہی نہ سکے، شہری آبادی سے دربدر کرکے شعب ابی طالب میں محصور کردیا جہاں آپ نے اپنے قبیلہ بنو ہاشم اور بنوالمطلب کے ہمراہ سخت ترین صبر آزما تین سال اس حال میں گزارے کہ ببول کے پتے کھانے تک کی نوبت پہنچ گئی، نومولود بھوک کی تاب نہ لاکر بلبلا اٹھے مگر آپ اس حال میں بھی دعوت وتبلیغ کا فریضہ خفیہ اور علانیہ ہر طریقہ سے انجام دیتے رہے اور آپ کے ہمراہی امید اجر کے ساتھ ان جاں گداز تکالیف کو سہتے رہیں، مگر جب اذیتوں کا سلسلہ دراز ہوگیا اور ان کی کراہت و حقارت حد سے بڑھ گئی ابوطالب اور خدیجہ کا سہارا بھی جاتا رہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری تدبیر اختیار کی، مکہ کے بعد دوسرے بڑے اہمیت والے مقام طائف گئے، آپ نے بڑی امیدوں کے ساتھ طائف کا سفر کیا تھا آپ نے اسی مرکزی شہر طائف کے مضافات میں قبیلہ بنی سعد میں ایام رضاعت گزارے تھے، وہاں کے مشہور قبیلہ ثقیف کو اسلام کی دعوت دی اور ان سے نصرت کے خواستگار ہوئے، مگر یہاں آپ کی اذیت مشرکین مکہ کی ایذا رسانیوں سے کہیں زیادہ تھی، ان اوباشوں نے پتھروں سے آپ کے قدم مبارک لہولہان کردئے، گالیوں اور طعن وتشنیع سے آپ کی دل آزاری کی، آپ زخمی جسم اور غم زدہ قلب کے ساتھ خدا سے اپنی بے وقعتی کی فریاد کرنے لگے اور نصرت تائید کے خواستگار ہوئے، احادیث میں اس وقت آپ کی دعا کے جو الفاظ وارد ہیں بڑے پر درد ہیں، بے سروسامانی، کمزوری اور لوگوں کی نگاہ میں بے وقعتی پر آپ کا حزن وملال صاف جھلکتا ہے، اس کے بعد آپ نے تیسری تدبیر اختیار کی، حج کے موسم میں قبائل عرب کے سامنے اسلام کی دعوت پیش کرنی شروع کی اور ان کی حمایت ونصرت کے خواستگار ہوئے آپ نے ان سے مخاطب ہوکر فرمایا اے بنی فلاں میں تمہاری طرف اللہ کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں جو تم کو اللہ کی عبادت کا حکم دیتا ہے اور اس کا حکم دیتا ہے کہ تم اس کے ساتھ کسی اور کو شریک نہ ٹھہراؤ اور ان تمام ہستیوں سے جن کو تم نے اس کا ہمسر بنالیا ہے اور ان کی عبادت کرتے ہو قطع تعلق کرلو، اس پر ایمان لاؤ اور اس کی تصدیق کرو اور میری اس وقت تک حفاظت کرو جب تک اللہ نے جو چیز لے کر مجھے بھیجا ہے وہ میں اچھی طرح کھول کر بیان نہ کردوں آپ نے عقبہ ثانیہ میں ان سے فرمایا میں تم سے اس پر بیعت لیتا ہوں کہ تم میرے ساتھ حفاظت وخیال کا وہی معاملہ کروگے جو اپنے اہل وعیال کے ساتھ کرتے ہو، آپ کو بے یارو مددگار نہ چھوڑیں گے، نہ اپنی قوم کی طرف واپس ہوجائیں گے، میں تم سے ہوں اور تم مجھ سے ہو جس سے تم جنگ کروگے اس سے میں بھی جنگ کرونگا، جس سے تم صلح کروگے اس سے میں بھی صلح کرونگا خدا کو اپنے بندے کی مدد کرنی تھی، دین محمدی کے غلبہ کا حتمی فیصلہ تو آسمانوں پر ہوگیا تھا مگر اس دنیائے آب وگل میں اسباب کی صورت میں اس کے ناصرین کا اظہار مطلوب تھا، اللہ کی بے پناہ حکمتوں نے مدینہ کی تقدیر میں اس نعمت کو لکھ دیا تھا، چنانچہ قبیلہ خزرج کا پہلا گروہ عقبۂ منیٰ میں اسلام سے مشرف ہوا، انہوں نے مکہ سے واپسی کے بعد رسول اللہ کا پیغام اپنے قبیلہ والوں کو پہنچایا، بڑی تیزی سے خبر مدینہ میں پھیل گئی، ہر گھر میں آپ کا ذکر ہونے لگا، ہر مکان میں دین اسلام کا چرچا ہونے لگا، اس برادری کے ہر فرد میں اسلام کا اشتیاق نظر آنے لگا۔

خدا نے اس نازک وقت میں اپنے رسول کی نصرت وحمایت کے لئے قوم اوس وخزرج کو کھڑا کردیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان سے حمایت ومدد کا معاہدہ کرلیا تو مکہ کے مسلمانوں کو یہ فرماتے ہوئے'' کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے کچھ بھائی اور گھربار مہیا کردئے ہیں جہاں تم امن کے ساتھ رہ سکتے ہو'' مدینہ کی طرف ہجرت کرنے اور انصار سے مل جانے کا حکم دیا یہ آپ کی وہ تدبیر تھی جو آپ نے مسلمانوں کی سلامتی اور حفاظت کے لئے اپنائی تھی جس کے بعد مسلمانوں کی ہجرت کا ایک طویل سلسلہ شروع ہوگیا صحابہ کی بڑی تعداد نے مدینہ کی طرف نقل مکانی کی۔

مکہ میں اسلام کا راستہ آسان نہ تھا، ہر قسم کے اندیشوں، خطرات اور مشکلات سے بھرا ہوا تھا جن پر اپنی جان کا خطرہ مول لئے بغیر چلنا اور منزل مقصود تک پہنچنا ممکن ہی نہیں تھا، مگر اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سنگلاخ راستہ پر جمے ہوئے اپنی ذمہ داری ادا فرماتے رہے، دوسری طرف کفار کی طاغوتی قوتیں آپ کے قتل کی سازش کررہی تھی مگر اللہ تعالیٰ کو اسلام کا غلبہ منظور تھا نبی کا کام ابھی پایہ تکمیل تک نہیں پہنچا تھا، رشد و ہدایت کے چراغ جلنے ابھی باقی تھے، کفر کو اپنے کیفر کردار تک پہنچانا ابھی باقی تھا، اس لئے خدا نے کفار کے اجتماعی جرم کا پردہ فاش کرتے ہوئے ہجرت کا حکم فرمایا اشارہ پاتے ہی آپ نے بھی اپنا رخت سفر باندھ لیا۔

ہجرت اسلام کی راہ میں بڑی قربانی تھی مکہ جو آپ کی اور آپ کے صحابہ کی جائے پیدائش تھی اس میں بیت اللہ کی مقناطیسیت تھی جو روح دخون میں پیوست ہوچکی تھی لیکن عقیدہ اور مشن دعوت کے لئے ہر دل عزیز و محبوب ومانوس چیز کو انہوں نے قربان کردیا کیوں کہ وطن عزیز کی زمین اسلامی عقیدہ اور دعوت کے لئے تنگ ہوچکی تھی، مکہ والے اس سے منہ موڑ چکے تھے، یہاں اس کے پھلنے پھولنے کے ذرائع مسدود ہوچکے تھے تو آپ نے اس سخت صدمہ کو بھی برداشت کیا، ہجرت۔ کے وقت مکہ کو مخاطب کرتے ہوئے جو جملے ''تو کتنا اچھا شہر ہے اور مجھے کس قدر عزیز ومحبوب ہے، اگر میری قوم مجھے یہاں سے نہ نکالتی تو میں تیرے سوا کسی اور جگہ سکونت اختیار نہ کرتا'' آپ کے ایمانی بشری اور فطری جذبات کی عکاسی کررہے ہیں، سیرت کے ان واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس راہ میں بڑی سنگلاخ وادیاں ہیں اس سے خوف زدہ ہونے کے بجائے عقیدہ اور تہذیب اسلامی کی حفاظت کی قوی راہیں تلاش کرنی ہیں، مشکل حالات میں بھی عقیدہ اور دینی وراثت پر ثابت قدم رہ کر ممکنہ تدابیر اختیار کرنا چاہیے، یہی سیرت نبوی کا سبق بھی ہے۔

اعلی اسلامی تہذیب، پاکیزہ اخلاق، حسن اعمال، عقائد میں پختگی، عبادات میں ثابت قدمی اور عصری تقاضوں سے آراستہ ہوکر ہمیں اپنی افادیت کو تسلیم کرانا ہوگا، زمانہ کے تقاضوں کے مطابق مختلف زبانوں میں متنوع طریقوں کے ساتھ تعلیمات اسلامی سیرت نبوی اور تاریخ اسلام کو عقلی اور نقلی دلائل سے آراستہ کرکے منظم طریقہ سے پیش کرنا ہوگا تاکہ اسلام کے خلاف اٹھنے والی زبانوں پر روک لگائی جاسکے۔ بڑا المیہ یہ ہے کہ جب اسلام کے خلاف کوئی آواز اٹھتی ہے اور کوئی اعتراض کیا جاتا ہے تو خواب غفلت سے بیدار ہوتے ہیں اور ذرائع ابلاغ پر آکر دفاع کرنے کو کافی سمجھ لیتے ہیں جبکہ ضرورت اس بات کی ہے کہ مکمل نظام اسلام کو عقلی اور نقلی دلائل سے آراستہ کرکے عوامی ذرائع تک رسائی ممکن بنائی جائے، سوشیل میڈیا اور دیگر آلات تشہیر سے اسے اتنا عام کیا جائے کہ ہر گھر اور ہر فرد تک آسانی سے اس کا مواد مدلل پہنچ سکے تاکہ فتنہ پسندوں کی راہ بند ہوسکے، اور اسلام کی صحیح تصویر پیش کی جاسکے۔ یہ کام مشکل ضرور ہے مگر اس کے لئے سر جوڑ کر بیٹھنا ہوگا، منظم لائحہ عمل تیار کرنا ہوگا، جو حالات ماحول کے مناسب اور جدید تقاضوں کے موافق ہو، خدا کرے اس کی کوئی صورت پیدا ہو۔

دوسری طرف ہمارے معاشرے میں بھی بہت سے امور کی طرف توجہ کی ضرورت ہے، نوجوانوں کو اسلام اور مسجد سے قریب کرنے کے لئے زمینی سطح پر محنت کرنی ہوگی، دینی اور عصری تعلیم کے حصول کی طرف یکسانیت کے ساتھ توجہ مبذول کرانے کی تدابیر پر غور وخوض ہو، اس کے لئے سب سے بہتر طریقہ ہمارے پاس مکاتب کا نظام ہے، جسے علاقائی کیفیت اور جدید طریقہ تعلیم کو مدنظر رکھ کر مؤثر بنایا جاسکتا ہے، ہمارے اس نظام کے اثرات کمزور ہوگئے ہیں، مکاتب کی تعلیم میں پڑھنے والے طلبہ کم از کم پانچ سال سے دس، بارہ سال تک محلّہ کی مسجد میں قائم مکاتب میں حاضری دیتے ہیں، مگر ہم انہیں صحت کے ساتھ قرآن کی تعلیم اور اردو زبان سے بھی مناسبت نہیں کراسکتے، مکاتب میں ہماری تعلیم وتربیت ایسی ہونی ضروری۔ ہم نماز روزہ اور بنیادی اسلامی عقائد سے طلبہ کو واقف کراسکیں، ہمارے اپنے اسکولوں میں دینی ماحول یعنی نماز اور اسلامی لباس خصوصا بچیوں کے لئے لباس کے علاوہ غیر مخلوط تعلیمی نظام بہت ضروری ہے، جس سے بے حیائی اور معاشرہ میں پھیلی عریانیت پر قابو پایا جاسکے۔ آج کے دور میں بددینی کی طرف لے جانے والی نامناسب فکری پرواز اور بے حیائی مضر ثابت ہورہی ہے جو لڑکیوں کے ارتداد اور لڑکوں میں بے راہ روی کے اسباب میں سے ایک ہے۔ آج جس مشکل حالات سے ہم گزر رہے ہیں ان کی تبدیلی میں اہم کردار انسانی اعمال ہیں قرآن کہتا ہے ما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم ویعفوا عن کثیر پورا نظام کائنات اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اسلئے آج جو بھی لوگ مسلط کئے جارہے ہیں وہ سب ہماری بداعمالیوں کا نتیجہ ہے، اس سے نجات کی راہ دین پر کامل عمل اور دینی عصری تعلیم میں اپنے بچوں کا اشتغال اور دین کی تبلیغ ہے کیوں کہ شریعت کی راہ پر چل کر ہم خدا کو راضی کرسکتے ہیں، تبلیغ دین سے اسلام کے متعلق موہوم شبہات کا دفاع کرسکتے ہیں اور تعلیم کی راہ سے اقوام وملل میں اپنی افادیت کو تسلیم کرسکتے ہیں تعلیم وہ ہتھیار ہے جس سے پوری دنیا کو فتح کیا جاسکتا ہے، اسلئے معاشرہ کو سو فیصد تعلیم یافتہ بنانے کے لئے ہر شخص کو اپنے حصہ کی ذمہ داری نبھانی چاہئے۔

Scanned with CamScanner

قومی تعمیر وترقی میں مدارس کا کردار

مولانا وارث مظہری

ہندوستان میں مدارس کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے، جتنی ہندوستان میں سیاسی اور معاشرتی سطح پر مسلمانوں کا وجود تاہم اس کی باضابطہ ابتدا قطب الدین ایبک کے عہد سے ہوتی ہے، مسلم بادشاہوں نے اپنے ادوار حکومت میں جن چند بنیادی امور پر توجہ دی ان میں مدارس کا قیام بھی ہے، مسلم بادشاہوں کی اس سے دل چسپی کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ ایک عرب سیاح ومؤرخ القلشقندی کے مطابق، سلطان محمد بن تغلق کے عہد میں صرف دہلی میں ایک ہزار مدارس پائے جاتے تھے۔(صبح الاعشی، ابوالعباس القلشندی:۶۹/۵)

انگریز سیاح ہملٹن نے اورنگ زیب کے زمانے کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:''صرف میرٹھ شہر میں ۴۰۰/مدارس تھے'' شمس الدین التمش (وفات ۱۲۳۶ء) محمد بن تغلق (وفات ۱۳۵۱ء) فیروز سے شاہ تغلق (وفات:۱۳۸۸ء) اسی طرح خلجی سلاطین (۱۴۳۶ء-۱۵۳۱ء) کے عہد ہائے حکومت میں باتفاق مؤرخین لاتعداد مدارس قائم کئے گئے، اس ذیل میں سلطان سکندر لودھی کا نام بھی مؤرخین نے خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا ہے، مسلم بادشاہوں، شہزادوں اور شہزادیوں نیز نوابوں اور جاگیرداروں کے ذریعہ مدارس کے قیام وسرپرستی کا سلسلہ آخری مغل حکمراں بہادر شاہ ظفر (وفات:۱۸۶۲ء) کے دور حکومت تک یا بالفاظ دیگر ۱۸۵۷ء کے انقلاب تک جاری رہا، مغل حکمرانوں میں خاص طور پر اکبر (وفات:۱۶۰۵ء) کے بارے میں مؤرخین نے لکھا ہے کہ اس نے مدارس کے علاوہ کتب خانے بھی کھولے اور مدارس کے نصاب میں توسیع کرکے اس میں نئے علوم ومضامین کا اضافہ کیا، اسی کے ساتھ غیرمسلموں کے لئے اس نے الگ سے بھی مدارس قائم کئے تاہم حقیقت یہ ہے کہ عہدہ وسطیٰ کے ہندوستان میں بکثرت غیرمسلم ہندوستانی باشندوں کی بالخصوص تعلیم کا بھی ایک اہم ذریعہ یہ مدارس ہی تھے، اس کے ثبوت واضح طور پر ملتے ہیں، ان مدارس کے فارغین ہندوؤں میں سے باکمال لوگ اہم حکومتی عہدوں پر بھی فائز ہوتے تھے، خاص طور پر دور مغلیہ میں اکبر کی سرپرستی میں جو نظام تعلیم رائج و مستحکم ہوا اس میں اس کی کافی ووافر گنجائش تھی، مدارس میں ہندوؤں کے پڑھنے کی روایت دور آخر تک قائم رہی، اس کا اندازہ اس مثال سے کیا جاسکتا ہے کہ راجہ رام موہن رائے (۱۸۳۳ء) جنہوں نے ہندو معاشرے کی اصلاح کی زبردست تحریک چلائی، وہ ایسے ہی ایک مدرسہ کے تعلیم یافتہ تھے، خود دارالعلوم دیوبند جو ہندوستان میں ۱۸۵۷ء کے بعد ''خالص'' دینی مدارس کی تحریک کی بنیاد اور سرچشمہ ہے میں ابتدا میں ہندو بچے بھی پڑھتے تھے۔ (تاریخ دارالعلوم دیوبند:۱/۱۹۴) برصغیر ہند میں تعلیمی تفریق (دینی ودنیاوی) انگریزوں کی دین ہے، اس کے بعد صورت حال بلاشبہ مختلف ہوگئی، لیکن اسے مسلمانوں کے عہد ہائے گزشتہ پر قیاس نہیں کیا جاسکتا، ان عہدوں میں بنیادی طور پر اسی طور پر اسی دھارے نے پورے ملک کو عہد ہائے گزشتہ پر قیاس نہیں کیا جاسکتا، ان عہدوں میں بنیادی طور پر اسی دھارے نے پورے ملک کو سیراب کیا، خاص طور پر اعلیٰ تعلیم کے تعلق سے یہی ادارے ملک میں عمومی سطح پر تعلیم کے پھیلاؤ کا ذریعہ بنے، عہد عباسی کے حکمرانوں نے جس طرح یونان کے مردہ اور مدفون علوم کو نئی زندگی بخشی، انہیں پھیلایا، عام کیا ان میں اضافے کئے تا آں کہ یہ علوم یورپ پہنچ کر یورپ کی نشأت ثانیہ کا باعث بنے، اسی طرح متوارث ہندی علوم کی سرپرستی بھی انہی مدارس کے توسط سے ہوئی دوسری طرف دنیا کی دوسری قوموں اور ملکوں کے درمیان علمی وثقافتی تبادلے کا ذریعہ وواسطہ یہی مدارس بنے، عہد اکبری (عہد مامونی کی طرح) میں ہندوؤں کی مذہبی اور ادبی کتابوں کے جو ترجمے سنسکرت اور ہندوستان کی دوسری زبانوں سے فارسی میں ہوئے اس کو انجام دینے والے کوئی دوسرے نہیں انہی مدارس کے فیض یافتگان تھے۔''تاج محل'' جو پونے چار سو سال سے عروس ہند کے ماتھے پر خوب صورت جھومر کی حیثیت رکھتا ہے، اس کو بنانے والا مدرسے کا ہی ایک فاضل استاذ احمد معمار لاہوری (وفات:۱۶۴۹ء) تھا جو حضرت مجدد الف ثانی سرہندی (وفات:۱۶۲۴ء) کا ہم درس (کلاس فیلو) تھا۔

یہاں یہ سوال قائم کرنا صحیح نہیں ہوگا کہ مذکورہ بالا سطور میں جن مدارس کی بات کہی گئی ہے وہ آج کے مدارس نہیں بلکہ مطلق معنوں میں وہ تعلیم گاہیں تھیں، کیوں کہ تعلیم دینی نقطۂ نظر سے ایک اکائی ہے، جس کی تقسیم صحیح نہیں نہ ہی یہ تقسیم مسلم تاریخ میں کبھی روا رکھی گئی ہے، موجودہ مدارس کا تعلیمی ثنویت پر مبنی نظام مجبوری کے بطن سے پیدا ہوا ہے اور خالص دفاعی تحریک کے طور پر وجود میں آیا ہے، اس کا اعتراف بانی دارالعلوم دیوبند مولانا محمد قاسم نانوتوی (وفات:۱۸۸۰ء) نے خود بھی کیا ہے، اس سوال یا اعتراض کے جواب میں کہ دیوبند کے نصاب میں صرف دینی علوم کے نصاب پر اکتفا کیوں کیا گیا فرماتے ہیں: اہل عقل پر روشن ہے کہ آج کل تعلیم علوم جدید بوجہ کثرت مدارس سرکاری، ترقی پر ہے، ہاں علوم قدیمہ (یعنی علوم دینیہ) کا ایسا تنزل ہوا ہے کہ کبھی نہ ہوا ہوگا، ایسے وقت میں رعایا کا مدارس علوم جدیدہ کا بنانا تحصیل حاصل نظر آیا''۔اس کی تشریح وہ دوسری جگہ ان لفظوں میں کرتے ہیں کہ: مرض کا علاج چاہئے جو مرض نہ ہو اس کی دوا کھانی فضول ہے، دیوار کے رخنہ کو بند کرنا چاہئے...جو اینٹ ابھی گری نہیں اس کی فکر بجز نادانی اور کیا ہے، مدارس سرکاری اور کس لئے ہیں ان کو علوم دنیوی نہیں پڑھائے جائے تو اور کیا ہوتا ہے''۔

(روداد سالانہ ۱۲۹۲ھ بحوالہ تاریخ دارالعلوم دیوبند:۲/۹-۲۷۸)

تاہم اسی کے ساتھ اس حقیقت کو بھی پیش نظر رکھنا چاہئے کہ دارالعلوم رائج معنوں میں ایک مدرسہ کی حیثیت میں وجود میں نہیں آیا تھا حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی (وفات:۱۹۲۰ء) کا یہ ارشاد مؤلف سوانح قاسمی نے لکھا ہے کہ حضرت نانوتوی نے اس مدرسہ کو محض درس وتدریس اور تعلیم وتعلم کے لئے نہیں قائم کیا، بلکہ ۱۸۵۷ء کے ہنگامہ کی ناکامی کے بعد یہ مدرسہ اس لئے قائم کیا گیا کہ یہ مرکز کا کام دے جس کے ذریعہ لوگوں کو تیار کرکے اس ناکامی کی تلافی کی جاسکے''۔(سوانح قاسمی:۲/۲۲۶)

جنگ آزادی اور دینی مدارس: استخلاص وطن کی تحریکی جدوجہد میں دینی مدارس کے علماء وفاضلین کا جو رول رہا ہے وہ ایک تاریخی ریکارڈ اور سند کا درجہ رکھتا ہے، انگریزی استعمار کے خلاف عوامی سطح کی کوششوں میں سب سے زیادہ پیش پیش علماء کی جماعت تھی، جہاد آزادی کے فکر اور نظریے کو پہلے انہوں نے فروغ دیا اور پھیلایا اور اس کے ذریعہ فضابندی اور ماحول سازی کا فریضہ انجام دیا اور اس کے بعد عملاً میدان میں اتر کر سرفروشی کی بھی سنت تازہ کی، شاملی کی جنگ خالص انہی علماء کے ہاتھوں لڑی گئی، ۱۸۵۷ء کے انقلاب کی ناکامی پر دہلی کے صرف چاندنی چوک پر ۵۱/ہزار مسلمانوں کو تختہ دار پر چڑھایا گیا جن میں ۵۰۰/صرف علماء تھے، تحریک ریشمی رومال، مجلس الاحرار، علمائے صادق پور کی سرفروشانہ جدوجہد جسے وہابی تحریک کا نام دیا گیا اور سب سے اخیر میں جمعیۃ علماء ہند یہ تمام تحریکیں براہ راست یا بالواسطہ طور پر مدارس اور اہل مدارس کی ہی رہین منت ہیں، مالٹا کی قید وبند اور کالے پانی کی دردناک عقوبت جھیلنے والے علماء کا نام اس موضوع پر لکھی گئی شاید ہی کسی کتاب میں نہ ہو۔

آزادی کے بعد: محمد علی جناح نے پاکستان کی تشکیل کے بعد کہا تھا کہ انہیں کٹا پھٹا پاکستان ملا یعنی جس وسیع جغرافیائی کا پاکستان وہ چاہتے تھے وہ انہیں نہ مل سکا، اگر کچھ ایسی ہی تعبیر تقسیم ہند کے بعد ہندوستان میں رہ جانے والے مسلمانوں کے لئے استعمال کی جائے تو کہنا پڑے گا کہ اب وہ جس ملک کے ساتھ اپنی قسمت وابستہ کرچکے تھے وہ ان کے حق میں ایک ویرانے اور خرابے کی مانند تھا، ایک طوفان کی زد میں آکر یہاں کی پوری فضا، ماحول بلکہ زمین وآسمان بدل چکے تھے، اب اس خرابے کو پھر سے آباد کرنا تھا۔

تیز وتند ہوا کے رخ پر شمع جلاکر ملی وجود کے بکھرے ہوئے شیرازے کو پھر سے جمع کرنا اور تنکے تنکے سے آشیانہ بنانا تھا، یہ کام صحیح معنوں میں مدارس نشیں یا مدارس سے تربیت پانے والے علماء نے ہی انجام دیا، مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا حسین احمد مدنی، مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاری، مولانا عبیداللہ سندھی، مولانا فضل حق خیرآبادی وغیرہما علماء کی لمبی فہرست ہے جس نے ملت مسلمہ کے بھٹکتے گلے کی پاسبانی اور اسے منزل کی جستجو میں سرگرم کرنے کا فریضہ انجام دیا، اگر یہ کمان بروقت مدارس کے فیض یافتہ علماء نے نہ سنبھالی ہوتی اور اس آگ کو بجھانے کی کوشش نہ کی ہوتی جو فسادات، لوٹ مار، قتل وغارت گری کی شکل میں ملک کے متعدد حصوں میں لگی ہوئی تھی تو اس کی تیز آنچ ملک کو مزید جھلسا کر اور تباہ کرکے رکھ دیتی، علماء نے ہندو مسلم یکجہتی، قومی اخوت اور ملک کے تحفظ وبقا کی کوششوں میں آگے بڑھ کر رہنمائی اور معاونت کا فریضہ انجام دیا، تقسیم کے نتیجے میں ملک کی ترقی اور بہبود کا کارواں رکا نہیں آگے بڑھتا رہا اس میں ہندو مسلم عوام اور رہنماؤں کا جو رول ہے اس تعلق سے علماء اور اہل مدارس کے کردار کو فراموش نہیں کیا جاسکتا، علماء کی قیادت نے مسلمانوں کو برادر وطن کے ساتھ شانہ بہ شانہ اور قدم بہ قدم ہوکر سو سالہ انگریزی استعمار سے ملک پر لگے زخم کو بھرنے میں مدد دی۔

موجودہ منظر نامہ: تعلیم کے میدان میں مدارس کی خدمات کو صرف اعداد وشمار کی روشنی میں دیکھنا صحیح نہیں ہوگا، بلکہ اس پہلو پر اس حیثیت سے نظر ڈالنے کی ضرورت ہے کہ مدارس ومکاتب جن حالات میں، جن وسائل کے ساتھ تعلیمی خدمات انجام دے رہے ہیں، حکومت کا اس میں کیا حصہ ہے؟ ہندوستان کے طول وعرض میں جو تعلیم گاہیں قائم ہیں چاہے وہ ابتدائی اور ثانوی تعلیم کے عصری ادارے ہوں یا اعلیٰ تعلیم کے، وہ پرائیویٹ سطح پر چل رہے ہوں یا حکومت کی سرپرستی میں، بچوں کے والدین یا حکومت کی طرف سے اس کی مکمل کفالت کی جاتی ہے یا دوسرے لفظوں میں قیمت ادا کی جاتی ہے، خاص طور پر ادھر چند دہوں میں اسکول اور کالج کی تعلیم، بالخصوص پیشہ وارانہ اور تکنیکی تعلیم، ایک تجارت بن گئی ہے، جن والدین کے پاس بینکوں میں پیسے ہیں وہ اپنے لخت جگر کے لئے بڑی بڑی ڈگریاں آسانی کے ساتھ خرید لیتے ہیں، اچھے معیاری اسکولوں میں داخلے کے لئے ڈونیشن ایک بڑا وسیلہ ہے، ماہانہ اور سالانہ فیس اس کے علاوہ، مدارس Give and Take کے بجائے Giving without taking کے اصول پر کام کرتے ہیں، وہ ملک کو دیتے بہت کچھ ہیں لیکن لیتے کچھ بھی نہیں، حکومت بھی ان کے ساتھ تعاون کرنا نہیں چاہتی، اگرچہ اس کا بگل بجانے اور شور مچانے میں کوئی کمی بھی نہیں کی جاتی، فری ایجوکیشن جو ایک فلاحی ریاست کے تصور میں ترجیحی حیثیت رکھتی ہے ملک کے مدارس اس کا سب سے بڑا ذریعہ ہیں، نوع بہ نوع کے پروگراموں اور اسکیموں کے باوجود حکومت اس بات میں ناکام رہی ہے کہ وہ تعلیم کو ہر ادنیٰ واعلیٰ طبقے تک یکساں طور پر پہنچانے کا بندوبست کرسکے، ناخواندگی کی موجودہ شرح اور اعلیٰ طبقے کے ساتھ وابستہ تصور سے اس کا اندازہ کیا جاسکتا ہے، دینی مدارس کا تعلیمی وتنظیمی ڈھانچہ ہر طبقے کے لئے یکساں طور پر تعلیم کو یقینی بناتا ہے۔

مدارس میں اقدار پر مبنی روحانیت سے ہم آہنگ تعلیم دی جاتی ہے، ہندوستان اور ساری دنیا میں اقدار پر مبنی تعلیم کا چرچا ادھر مدت سے سننے میں آنے لگا ہے، جب مادیت کی دبانے انسانی سماج کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے، مدارس اقدار پر مبنی تعلیم شروع دن سے دیتے چلے آرہے ہیں، اس کمال کے ساتھ نہ ستائش کی تمنا نہ صلے کی پروا۔روحانی اور اخلاقی تعلیم کا ہی یہ نتیجہ ہے کہ جرائم کار عناصر میں ان کے فاضلین کا نام کہیں بھی نہیں آتا۔یہ ایک ریکارڈ ہے جس کی حقیقت پر کھلی آنکھ رکھنے والے شخص پر واضح ہے، ایک مہذب اور باوقار شہری کی تمام ریکارڈ ہے جس کی حقیقت پر کھلی آنکھ رکھنے والے شخص پر واضح ہے، ایک مہذب اور باوقار شہری کی تمام تر خصوصیات مدارس کے فارغین میں پائی جاتی ہیں، عصری جامعات اور اسکولوں میں اسٹرائک، اساتذہ وملازمین کو ایذا پہنچانے اور سرکاری املاک کو تباہ وبرباد کرنے کے واقعات پیش آتے رہتے ہیں۔مدارس سے متعلق اس قسم کے واقعات سے کان ناآشنا ہیں۔

سادگی اور استغنا کے جس فلسفۂ حیات ومعاشرت کو گاندھی جی نے کانگریسیوں کے ذہن میں اتارنے کی کوشش کی اور خود اس کا نمونہ بن کر دکھایا، گاندھی جی کو یہ ''فکری وروحانی غذا'' (Inspiration) ابوبکر وعمر کی زندگی سے حاصل ہوئی تھی، مدارس میں تعلیم وتربیت پانے والے لوگ اسے مذہبی تعلیم کا ایک اہم عنصر اور جز سمجھ کر سینے سے لگاتے ہیں، اس اعتبار سے ان کی زندگیاں قومی خدمت گاروں کے لئے ایک ''رول ماڈل'' کی حیثیت رکھتی ہیں۔

مدارس کے فضلا کی ایک بڑی تعداد ہندوستان سے نکل کر دنیا کے دوسرے ملکوں خصوصیت کے ساتھ خلیج کے ملکوں میں پھیلی ہوئی ہے، ایک طرف وہ ان ممالک میں ملک کی نمائندگی کرتے ہیں ملک کی بہتر سے بہتر تصویر پیش کرتے ہیں، تو دوسری طرف ان سے ملک کو کثیر تعداد میں زرمبادلہ حاصل ہوتا ہے، خلیجی ملکوں میں دینی مدارس کے ان فضلا اور فیض یافتہ گان پر جس طرح اعتماد کیا جاتا ہے اور انہیں عزت کی نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے، بعض دوسرے ممالک کے ہم مذہبوں کو یہ اہمیت حاصل نہیں ہے، اسی طرح ایشیا اور یورپ کے کئی ملکوں کے طلبہ یہاں کے مدارس کا رخ کرتے ہیں اور حصول تعلیم کے بعد لوٹ کر ملک کی شہرت وعظمت کا باعث بنتے ہیں، (بقیہ صفحہ ۱۴/پر)

Scanned with CamScanner

اخبار جہاں

محمد اسعد اللہ قاسمی

یوکرین نے آئی سی سی میں شمولیت کے لیے ووٹ دیا

یوکرین کی پارلیمنٹ نے بین الاقوامی فوجداری عدالت (آئی سی سی) میں شمولیت کے حق میں ووٹ دیا ہے، سیاست دانوں نے اس اقدام کو ملک کو مشتبہ روسی جنگی مجرموں کو سزا دینے کے قابل بنانے کا ذریعہ قرار دیا ہے، پارلیمنٹ نے بدھ کے روز روم کے قانون کی توثیق کے لیے ووٹ دیا، جس نے آئی سی سی کی مکمل رکنیت کی راہ ہموار کی، اس اقدام کے حق میں 281 ووٹ ڈالے، ٹیلی گرام پر پوسٹ کرنے والے قانون ساز یاروسلاو زیلیز نیاک کے مطابق، دی کیف انڈیپنڈنٹ نے رپورٹ کیا کہ 450 رکنی باڈی میں سے ایک سیاستدان نے توثیق کے خلاف ووٹ دیا، آئی سی سی نسل کشی اور انسانیت کے خلاف جرائم جیسے سنگین جرائم پر مقدمہ چلاتا ہے، اور اسے گرفتاری کے وارنٹ جاری کرنے کا اختیار حاصل ہے جس پر اس کے 124 ارکان عمل درآمد کرنے کے پابند ہیں۔ (الجزیرہ)

خامنہ ای کا حساب: ایران کے سپریم لیڈر کو اسرائیل پر تلخ انتخاب کا سامنا

تہران کی طاقت کے سایہ دار گلیاروں میں، جولائی کے آخر میں حماس کے رہنما اسماعیل ہنیہ کے قتل نے جس کے بارے میں بڑے پیمانے پر خیال کیا جاتا ہے کہ اسرائیل نے اسے انجام دیا تھا نے ایک نازک توازن کو توڑ دیا، ایران اور اسرائیل کے درمیان دیرینہ تنازعہ میں اس شدت کا وقت اس سے زیادہ خراب نہیں ہو سکتا تھا، جب کہ نئے حلف اٹھانے والے صدر مسعود پیزشکیان اب بھی اپنے کردار کے عادی ہو چکے ہیں جب یہ جغرافیائی سیاسی آگ کا گولہ ان کی گود میں پھینکا گیا تھا، ایران کے سپریم لیڈر آیت اللہ علی خامنہ ای کے لیے فلسطینی گروپ کے رہنما کا قتل اشتعال انگیزی سے بڑھ کر ایک وجودی چیلنج تھا، دھماکے جس نے ہنیہ کو ہلاک کیا، جس کے بارے میں ایران کا خیال تھا کہ اس کی اپنی سرحدوں کے اندر سے داغے گئے میزائل تھے، خودمختاری کی خلاف ورزی تھی جس نے تہران کو غصہ دلایا اور خامنہ ای کے 2003 کے فتوے کو جوہری ہتھیاروں کی تیاری، استعمال اور ذخیرہ کرنے پر پابندی لگا دی۔ (الجزیرہ)

انسانی حقوق کے نمائندے کو افغانستان آنے کی اجازت نہیں

فرانسیسی خبر رساں ایجنسی نے ایک سفارتی ذرائع کے حوالے سے کہا کہ افغانستان میں انسانی حقوق کی صورت حال پر اقوام متحدہ کے خصوصی نمائندے کو ملک میں داخل ہونے سے روک دیا گیا، سفارتی ذرائع نے تصدیق کی ہے کہ 'رچرڈ بینیٹ کو اس فیصلے سے کئی ماہ قبل آگاہ کیا گیا تھا کہ انہیں افغانستان واپس آنے پر خوش آمدید نہیں، مقامی ذرائع ابلاغ کی جانب سے طالبان حکومت کے ترجمان کے حوالے سے اس پابندی کی خبر کے بعد سفارتی ذرائع نے خبر رساں ادارے اے ایف پی کو تصدیق کی کہ افغانستان میں انسانی حقوق کی صورت حال پر اقوام متحدہ کے خصوصی نمائندے "رچرڈ بینیٹ کو اس فیصلے سے کئی ماہ قبل آگاہ کیا گیا تھا کہ انہیں افغانستان واپس آنے پر خوش آمدید نہیں کہا جائے گا۔"، بینیٹ نے یکم مئی کو اس عہدے پر اپنے دو سال مکمل کیے تھے (ڈی ڈبلیو)

ایران: تہران میں جرمن لینگویج انسٹیٹیوٹ کو بند کرنے کا حکم

ایرانی دارالحکومت تہران میں عدالتی حکام نے منگل کو شہر میں جرمن لینگویج انسٹی ٹیوٹ (ڈی ایس آئی ٹی) کی دو شاخیں بند کر دیں، ایرانی عدلیہ سے وابستہ ایک خبر رساں ادارے 'میزان' کے مطابق، ان شاخوں کو "جرمن حکومت سے وابستہ غیر قانونی مراکز" قرار دیا گیا تھا جنہوں نے "ایرانی قانون کی خلاف ورزی کی، مختلف غیر قانونی اقدامات اور وسیع مالیاتی خلاف ورزیاں کیں۔" عینی شاہدین نے اطلاع دی ہے کہ شمالی تہران کے ضلع اختیارہ میں سیکورٹی اہلکاروں کو ایک شاخ کا محاصرہ کرتے ہوئے دیکھا گیا، جب کہ لینگویج اسکول کے باہر پولیس کی بڑی موجودگی کی تصاویر سوشل میڈیا پر پوسٹ کی گئیں، ڈی ایس آئی ٹی کی بنیاد 1995 میں تہران میں جرمن سفارت خانے نے رکھی تھی اور یہ اپنی ویب سائٹ پر خود کو "جرمن زبان سیکھنے کے معروف اداروں میں سے ایک" کے طور پر بیان کرتا ہے، جو نوجوانوں اور بالغوں دونوں کے لیے مختلف سطحوں کے کورسز پیش کرتا ہے (ڈی ڈبلیو)

بنگلہ دیش کے مشرقی حصوں میں سیلاب، دو لاکھ شہری پھنس گئے

مشرقی بنگلہ دیش میں بڑے پیمانے پر سیلاب کے باعث دو لاکھ سے زائد شہری زیر آب علاقوں میں پھنس کر رہ گئے ہیں، فینی کی ضلعی انتظامیہ کی سربراہ شاہینہ اختر نے کہا کہ فینی کے تین ذیلی اضلاع پھول غازی، چھاگل نیہ اور پورشورام خاص طور پر شدید بارش کے بعد آنے والے سیلاب سے بہت زیادہ متاثر ہوئے ہیں، مقامی محکمہ موسمیات نے بدھ کی صبح تک ضلع فینی میں 183 ملی میٹر بارش کی اطلاع دی، انہوں نے کہا کہ تقریباً ایک ہفتے سے جاری موسلا دھار بارشوں اور پہاڑی علاقوں سے آنے والے پانی کے بہاؤ کی وجہ سے مقامی ندیاں اپنے کناروں سے باہر بہہ نکلی ہیں، اختر نے فون پر جرمن خبر رساں ادارے ڈی پی اے کو بتایا، "فوجی دستوں نے مقامی رضا کاروں کے ساتھ مل کر سیلاب سے متاثرہ لوگوں کو محفوظ مقامات پر پہنچانا شروع کر دیا ہے۔" انہوں نے کہا کہ ابھی تک کسی کے ہلاک یا لاپتہ ہونے کی کوئی اطلاع نہیں ملی، پھول غازی کے ایک مقامی رہائشی مظاہر حسین نے کہا کہ کھجور کے پتوں سے بنائے گئے بہت سے گھر اور فصلیں زیر آب آ گئی ہیں (ڈی ڈبلیو)

ابوظہبی ایئرپورٹس اور انڈیگو کا ہندوستان کے لئے 3 نئے روٹس کے آغاز کا اعلان

امارات کے پانچ ہوائی اڈوں کے آپریٹر، ابوظہبی ایئرپورٹس نے انڈین ایئر لائن انڈیگو کی جانب سے تین نئے براہ راست روٹس کے حالیہ آغاز کا اعلان کیا ہے، یہ نئے راستے زاید انٹرنیشنل ایئرپورٹ (اے یو ایچ) کو ہندوستان کے منگلورو (آئی ایکس ای)، تروچراپلی (ٹی آر زیڈ)، اور کوئمبٹور (سی جے بی) سے جوڑیں گے، اس توسیع سے ابوظہبی اور ہندوستان بھر کے اہم مقامات کے درمیان روابط مزید مضبوط ہوں گے، جس سے انڈیگو کے زیر انتظام راستوں کی تعداد 13 ہو جائے گی۔ (وام)

تعلیم و روزگار

ہندوستانی فضائیہ گروپ سی میں 182 اسامیوں پر تقرری کا اعلان

ہندوستانی فضائیہ نے گروپ سی سویلین بحالی کے لیے کل 182 اسامیوں کا اعلان کیا ہے، یہ تقرریاں فضائیہ کے مختلف اسٹیشنوں/یونٹوں پر لوئر ڈویژن کلرک، ہندی ٹائپسٹ، سویلین مکینیکل ٹرانسپورٹ ڈرائیور کے عہدوں پر کی جائیں گی، دلچسپی رکھنے والے اور اہل امیدواران آسامیوں کے لیے بذریعہ ڈاک درخواستیں بھیج سکتے ہیں، درخواست قبول کرنے کی آخری تاریخ یکم ستمبر 2024 ہے، درخواست کی فیس کسی بھی زمرے کے لیے نہیں ہے، انتخاب کا عمل تحریری امتحان، اسکل ٹیسٹ، پریکٹیکل ٹیسٹ کی بنیاد پر کیا جائے گا، اس کے بعد دستاویزات کی تصدیق اور مزید طبی جانچ ہوگی، سرکاری ویب سائٹ indianairforce.nic.com پر جاکر مزید معلومات حاصل کریں۔

جھارکھنڈ میں فیلڈ ورکرز کی 510 اسامیاں

جھارکھنڈ اسٹاف سلیکشن کمیشن JSSC نے 510 آسامیوں پر بھرتی کے لیے نوٹیفکیشن جاری کیا ہے جھارکھنڈ فیلڈ ورکر مسابقتی امتحان 2024 کے تحت فیلڈ ورکرز کے عہدوں پر تقرریاں کی جائیں گی، منتخب امیدواروں کو محکمہ صحت، طبی تعلیم اور خاندانی بہبود میں تعینات کیا جائے گا، اس امتحان میں صرف جھارکھنڈ کے امیدواروں کو ریزرویشن کا فائدہ ملے گا، دیگر ریاستوں کے امیدواروں کو غیر محفوظ زمرہ میں درخواست دینا ہوگی اور دلچسپی رکھنے والے امیدوار غیر محفوظ زمرے میں درخواست دے سکتے ہیں، امیدوار JSSC کی سرکاری ویب سائٹ پر جاکر آن لائن درخواست دے سکتے ہیں، درخواست دینے کی آخری تاریخ 30 اگست 2024 ہے۔ جھارکھنڈ ریاست کے ایس سی ایس ٹی زمرے کے لیے درخواست کی فیس 50/100 ہے, درخواست کی فیس جمع کرانے کی آخری تاریخ 2 ستمبر 2024 ہے سرکاری ویب سائٹ، www.jssc.nic.in، ہیلپ لائن نمبر 8427055147 ای میل @ rediffmail.comJharkhand_ssc

ڈپلومہ اور نان انجینئرنگ اپرنٹس کی 256 اسامیوں پر بحالی

ہندوستان ایروناٹکس لمیٹڈ (HAL)، ناسک نے اپرنٹس کی بحالی کے لیے اشتہار جاری کیا ہے اور اہل امیدواروں سے درخواستیں طلب کی ہیں، اس کے تحت گریجویٹ، ڈپلومہ اور نان انجینئرنگ اپرنٹس کی 256 اسامیوں پر بحالیاں کی جائیں گی، دلچسپی رکھنے والے امیدوار آن لائن درخواست دے سکتے ہیں، درخواست دینے کی آخری تاریخ 31 اگست 2024 ہے، درخواست کی کوئی نہیں ہے، سرکاری ویب سائٹ: www.hal-india.co.in ای میل: trg.nsk@hal-india.co.in ہیلپ لائن نمبر: 277144-02550

سیکشن آفیسر کی 17 اسامیوں پر بحالی کے لئے درخواست دیں

بیورو آف انڈین اسٹینڈرڈز (BIS) نے 17 اسامیوں پر بحالی کے لیے نوٹیفکیشن جاری کیا ہے، اس کے تحت سیکشن آفیسر کے عہدوں پر تقرریاں کی جائیں گی، یہ تقرریاں دو سال کے لیے کنٹریکٹ کی بنیاد پر ہوں گی، اہل امیدوار بیورو آف انڈین اسٹینڈرڈز کی آفیشل ویب سائٹ پر جاکر درخواست فارم ڈاؤن لوڈ کر سکتے ہیں، آف لائن اپلائی کرنے کی آخری تاریخ 10 ستمبر 2024 ہے، درخواست اس پتہ پر بھیجیں: ڈائریکٹر (اسٹیٹ)، بیورو آف انڈین اسٹینڈرز، مانک بھون، 09، بہادر شاہ ظفر مارگ، (نئی دہلی)-110002

نان ایگزیکٹیو کیڈر کی 391 اسامیاں

گیس اتھارٹی آف انڈیا لمیٹڈ (GAIL) میں جونیئر اکاؤنٹنٹ، جونیئر انجینئر اور دیگر اسامیاں کے 391 عہدوں پر بحالی کے لئے نوٹیفکیشن جاری کیا گیا ہے، درخواست کی فیس: 50 روپے ہے جس کی ادائیگی آن لائن موڈ کے ذریعے کرنی ہوگی۔ SC / ST زمرہ اور جسمانی طور پر معذور افراد کے لیے کوئی فیس نہیں ہے، آن لائن درخواست دینے کی آخری تاریخ: 07 ستمبر 2024، ویب سائٹ: www.gailonline.com

ہیڈ کانسٹیبل سمیت 128 اسامیوں پر بحالی

انڈو تبت بارڈر پولیس فورس میں ہیڈ کانسٹیبل سمیت 128 آسامیوں پر بحالی کے لئے نوٹیفکیشن جاری کیا گیا ہے، اہل امیدوار اس کے لئے آن لائن درخواست دے سکتے ہیں، درخواست دینے کی آخری تاریخ: 10 ستمبر 2024، درخواست کی فیس: 100 روپے ہے، فیس آن لائن ادا کرنی ہوگی۔ SC / ST زمرہ، خواتین اور سابق فوجیوں کے لیے کوئی فیس نہیں ہے۔

16 ستمبر تک بھرے جائیں گے نوودے ودیالیہ کیلئے داخلہ فارم

نوودے ودیالیہ سمیتی (این وی ایس) نے سال 26-2025 میں چھٹی کلاس میں داخلہ کے لئے آن لائن درخواست طلب کئے ہیں، درخواست فارم بھرنے کا عمل جاری ہے، داخلہ فارم بھرنے کی آخری تاریخ 16 ستمر 2024 مقرر ہے، خواہش مند طلبا و طالبات نوودے ودیالیہ سمیتی کی ویب سائٹ navodaya.gov.in پر جاکر آن لائن داخلہ فارم بھر سکتے ہیں، نوودے داخلہ ٹسٹ دو مرحلوں میں ہوگا، اس سلسلے کا داخلہ امتحان 18 جنوری اور 12 اپریل 2025 کو صبح 11.30 بجے سے منعقد کئے جائیں گے۔ ملک کے تقریبا سبھی ضلع میں نوودے اسکول ہیں۔

Scanned with CamScanner

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

وقف بل سے متعلق بہار کی مسلم تنظیموں اور اہم خانقاہوں کے سجادگان کی وزیر اعلیٰ سے ملاقات

وفد نے اس بل کے تعلق سے مرکزی وزیر چراغ پاسوان اور سابق نائب وزیر اعلیٰ تجیسوی یادو سے بھی ملاقات کی اور انہیں میمورنڈم پیش کیا

حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی امیر شریعت بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ وسکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی ہدایت اور مسلم پرسنل لا بورڈ کی تجویز کے مطابق وقف ترمیمی بل 2024 کے خلاف امارت شرعیہ سمیت بہار کی تمام مسلم تنظیموں اور اہم خانقاہوں کے ذمہ داران عوامی بیداری پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ سیاسی لیڈران سے بھی مل کر اپنا موقف لگاتار رکھ رہے ہیں اور یہ مطالبہ کر رہے ہیں کہ یہ بل دستور میں دیئے گئے حقوق، سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کے کئی اہم فیصلوں سمیت اسلامی شریعت کے سراسر خلاف ہے، اس سلسلہ میں بہار کے ملی، مذہبی اور روحانی مسلم قائدین نے ۲۱؍اگست ۲۰۲۴ء کو وزیر اعلیٰ حکومت بہار محترم جناب نتیش کمار صاحب سے ان کی رہائش گاہ پر ملاقات کی اور بل کے تعلق سے اپنی تشویش کا اظہار کیا اور میمورنڈم پیش کیا، اس موقع پر وزیر اعلیٰ نے تمام شرکاء وفد کو یقین دلایا کہ کبھی ہم نے مسلمانوں کے خلاف کسی بھی عمل کو گوارہ نہیں کیا ہے اور آپ لوگ یقین رکھیں کہ آئندہ بھی ہم ایسا نہیں ہونے دیں گے، جب ان کو بل کے نقصانات کی تفصیل بتائی گئی تو انہوں نے بل کے تعلق سے اپنی ناراضگی ظاہر کرتے ہوئے یہ بات کہی کہ یہ چیزیں ہمارے علم میں نہیں تھیں اور ہم ایسا نہیں ہونے دیں گے، انہوں نے میمورنڈم کی کاپی شرکاء وفد کی موجودگی میں پارٹی کے کارگذار صدر جناب سنجے جھا، پارٹی کے سنیئر لیڈر جناب وجئے چودھری اور جناب منیش ورما کو حوالہ کرتے ہوئے کہا کہ اسے غور سے دیکھئے اور ہمیں بتایئے، ہم خود اس سلسلہ میں مرکزی حکومت سے بات کریں گے، پارٹی کی جانب سے اپنا موقف رکھتے ہوئے جناب وجے چودھری، سنجے جھا اور جناب منیش ورما صاحبان نے کہا کہ جناب وزیر اعلیٰ ہمیشہ اقلیتوں کے ساتھ رہے ہیں، اور اس معاملہ میں بھی ضرور ساتھ رہیں گے اور وقف کے مفاد کے خلاف کسی بھی بل کو منظور ہونے نہیں دیں گے، آپ لوگوں نے جو باتیں ہمیں لکھ کر دی ہیں ہم انہیں پڑھ کر اپنی پارٹی کی طرف سے جے پی سی کے اپنے رکن کو بھی اپنا موقف بتائیں گے؛ بلکہ وہ آپ حضرات کے ساتھ بیٹھ کر بل کو سمجھنے کی پوری کوشش کریں گے، آپ لوگ ہر طرح سے مطمئن رہیں اور وزیر اعلیٰ کا پیغام عام لوگوں تک پہونچا دیں، اس سلسلہ میں ۲۰؍اگست کو وفد نے مرکزی وزیر جناب چراغ پاسوان سے اور ۲۲؍اگست کو سابق وزیر اعلیٰ جناب تجیسوی یادو سے بھی ملاقات کر کے انہیں اس بل کے نقصانات سے آگاہ کیا اور میمورنڈم سونپا، جناب چراغ پاسوان نے کہا کہ ''وقف کا معاملہ ہو یا کوئی اور ہم ہر حال میں مسلمانوں کے ساتھ ہیں اور اقلیتوں کے ساتھ ہونے والے کسی بھی ناانصافی کو برداشت نہیں کریں گے'' ''اپوزیشن لیڈر اور سابق نائب وزیر اعلیٰ جناب تجیسوی یادو نے کہا کہ گرچہ جوائنٹ پارلیامنٹری کمیٹی میں ہمارا کوئی نمائندہ نہیں ہے پھر بھی ہم لوگ تمام سیاسی اپوزیشن پارٹیوں سے رابطہ کریں گے اور ہم سب مل کر اسٹینڈنگ کمیٹی کو مشورہ دیں گے کہ کسی بھی حال میں وقف ایکٹ 1995 کو تبدیل نہ کیا جائے'' اس موقع پر ارکان وفد نے پارٹی سے ہر ایسے رخ سے احتراز کرنے کی گذارش کی جس سے اوقاف کو کسی قسم کا نقصان پہونچے، ارکان وفد کا تعارف کراتے ہوئے امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم جناب مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے کہا کہ ہم تمام شرکاء وفد کی طرف سے جناب ارشاد اللہ صاحب چیئرمین بہار اسٹیٹ سنی وقف بورڈ کا خاص طور سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک اہم دینی وملی معاملہ پر وزیر اعلیٰ سے ملاقات کا موقع فراہم کیا، وزیر اعلیٰ سے ملاقات کے موقع پر محترم جناب انجینئر فہد رحمانی صاحب خانقاہ رحمانی مونگیر نے بل کے نقصاندہ پہلوؤں کو تفصیل سے وزیر اعلیٰ کے سامنے رکھا اور جناب مولانا سید شمیم الدین منعمی سجادہ نشیں خانقاہ منعمیہ متن گھاٹ پٹنہ نے بھی وزیر اعلیٰ کے سامنے بل کی خطرناکیوں کو واضح کیا، وفد نے مشترکہ طور پر یہ بتایا کہ اس بل میں ٹریبونل کی طاقت کو اس طرح پیش کیا گیا ہے جیسے کوئی ظالمانہ نظام ہو، یہ زمینی حقائق کے خلاف ہے، آج بھی ٹریبونل معاملہ میں ہائی کورٹ معاملہ کو سنتا اور سمجھتا ہے اور جہاں مناسب ہوتا ہے وہاں دخل اندازی کرتا ہے، اس لئے ایکٹ میں کسی ترمیم کی ضرورت نہیں ہے، وفد نے ہائی کورٹ کے کئی فیصلوں کا حوالہ دیا جو واضح کرتا ہے کہ ہائی کورٹ ٹریبونل کے آرڈر کو ترمیم بھی کرسکتا ہے، خاص طور سے آرٹیکل 25-14 اور 26 کا وائلیشن ہے، اسی طرح سپریم کورٹ کی رولنگ شیرر مٹھ 1954 اور یونین آف انڈیا بمقابلہ آر گاندھی 2010 ایل چندرا کمار بمقابلہ یونین آف انڈیا 1997 کے خلاف ہے، اسی طرح کسٹم لو میں 13A جس میں وقف بائی یوزر کی اجازت ہے اس کے خلاف ہے، وفد نے مضبوطی کے ساتھ یہ بات رکھی کہ یہ بل شرعی قوانین کے خلاف ہے، جیسے زبانی وقف، متولی کا تعین، واقف کی منشاء کے سلسلہ میں اسلام نے جو بات کہی ہے بل اس کی مخالفت کرتا ہے، اسی طرح یہ بل غیر مسلم اور مسلم کے ساتھ بھید بھاؤ پیدا کرتا ہے اور اسے بانٹنے اور دور کرنے کا ذریعہ ہے، وقف کا نام بھی اس بل میں بدل دیا گیا ہے جو ہماری شرعی اصطلاح اور قانون کے خلاف ہے، عورتوں کے سلسلہ میں بل میں بات کر کے سماج میں مسلمانوں کے خلاف غلط پیغام پہونچایا گیا ہے حالانکہ عورتوں کی حصہ داری وقف بورڈ میں پہلے سے موجود ہے، وفد نے کہا کہ بہار ہندو مذہب ایکٹ میں واضح طور پر لکھا ہوا ہے کہ ہندو ہی اس کو چلائے گا اور اس کا ممبر ہوگا، ٹھیک ویسے ہی ایکٹ 1995 میں وقف کے سلسلہ میں درج ہے، بل میں اسے چھیڑ چھاڑ کر ہماری عبادت میں دخل اندازی کرنے کی کوشش کی گئی ہے جسے ہم کسی بھی حال میں برداشت نہیں کر سکتے، اسی طرح سیکشن 107 کو ہٹایا جانا وقف کی زمین کو چھین لینے کی شروعات ہے اور پبلک پروپٹی رول کے بالکل خلاف ہے، وفد نے بتایا کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو بل میں جو اختیارات دیئے گئے ہیں یہ ایسا ہی ہے جیسے کسی قاتل ہی کو منصف بنا دیا جائے، بہت سے معاملات میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی حیثیت ایک پارٹی کی ہے اس لئے انہیں اس معاملہ کا جج نہیں بنایا جا سکتا ہے، اسی طرح بل میں چھ ماہ کے اندر اوقاف کو رجسٹرڈ کرانا ضروری قرار دیا ہے، غور کیجئے جس نظام میں 1995 کے بعد سے اب تک جو لگ بھگ تیس سال کا زمانہ ہے، بہت ساری وقف کی پروپٹی کا اب تک سروے شروع بھی نہیں ہو سکا؛ جب کہ سرکار اس نام پر لوگوں کو نہ جانے کتنی تنخواہیں دیتی ہیں، پھر یہ چھ ماہ میں کیسے ممکن ہو جائے گا، یہ وقف ایکٹ کمزور کر کے اسے قبضہ کرنے کا بل ہے، واضح رہے کہ اس بل میں واقف کے لئے کم از کم پانچ سال تک اسلام کی پابندی کی بات کہی گئی ہے جو کہ شرعی اعتبار سے بالکل غلط ہے، کوئی بھی شخص خیر کا کام کسی بھی وقت کر سکتا ہے، حیرت ہے کہ بل میں یہ شرط لگا کر نن مسلم بھائی یا نیو مسلم بھائی کو خیر کے کاموں سے روک دیا گیا، یقیناً یہ شرعی اور ملکی قانون کی خلاف ورزی ہے اور پروپٹی رائٹ کے بھی خلاف ہے، ہر شخص کو چاہے وہ مسلمان ہو یا نیا نیا ایمان میں داخل ہوا ہو کسی کو بھی کسی بھی وقت نیکی کے کام کرنے کی دستوری آزادی حاصل ہے اور اپنی پروپٹی کسی کو بھی دینے کا حق ہے، اس طرح وفد نے کئی شرعی اور قانونی حوالوں سے اس بل کو یکسر مسترد کرنے کا مطالبہ کیا، وفد میں امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم جناب مولانا محمد شبلی القاسمی، جناب مولانا شمیم الدین منعمی سجادہ نشیں خانقاہ منعمیہ پٹنہ، امیر جماعت اسلامی حلقہ بہار جناب مولانا محمد رضوان اصلاحی، جناب انجینئر فہد رحمانی خانقاہ رحمانی مونگیر وسی ای او رحمانی تھرٹی، جناب ڈاکٹر فیض احمد صاحب جمعیۃ العلماء (الف) جناب مولانا شاہ منہاج الدین قادری خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف پٹنہ، مولانا امانت حسین صاحب صدر مجلس علماء وخطباء امامیہ بہار (شیعہ)، جناب سید شاہ طارق عنایت اللہ فردوسی خانقاہ منیر شریف، جناب مولانا ابوالکلام قاسمی شمسی نائب صدر آل انڈیا مومن کانفرنس بہار، جناب ڈاکٹر فرید صاحب ادارہ شرعیہ بہار، جناب مولانا خورشید احمد مدنی نائب امیر جمعیۃ اہل حدیث بہار، مولانا عارف رحمانی ناظم جامعہ رحمانی مونگیر اور جناب الحاج مسعود صاحب کولکاتا شامل وفد تھے، اس موقع سے جدیو کے سنیئر لیڈر جناب سنجے جھا، جناب وجے چودھری، جناب منیش ورما اور بہار محکمہ اقلیت کے وزیر زماں خان، سنی وقف بورڈ کے چیرمین جناب ارشاد اللہ صاحب، جدیو کے سنیئر لیڈر وسابق ایم پی جناب احمد اشفاق کریم، شیعہ وقف بورڈ کے چیرمین افضل عباس اور عبدالباقی صاحب اسٹیٹ سکریٹری جدیو وغیرہ موجود تھے۔

اردو سائن بورڈ کے خلاف عرضی پر جسٹس سدھانشو کی سرزنش قابل ستائش: حضرت امیر شریعت

امیر شریعت بہار، اڈیشہ، جھاکھنڈ ومغربی بنگال حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب نے کہا کہ سپریم کورٹ میں اردو سائن بورڈ کے خلاف عرضی پر جسٹس سودھانشو دھولیا اور جسٹس امان اللہ کی برہمی قابل ستائش اور اطمینان کا باعث ہے، ملک جن حالات سے گزر رہا ہے اس میں غیر ہم آہنگ سوال پر ججیز صاحبان کی طرف سے تیکھے تیور، اور خیر اندیش سرزنش سے نہ صرف ملک کے امن پسند شہریوں کو اطمنان وسکون محسوس ہوگا، بلکہ عدالت عالیہ کے تئیں اعتماد ووقار میں قابل قدر اضافہ بھی ہوگا۔امیر شریعت نے مزید کہا کہ جمہوری ملک میں عدالتوں کا کردار اہم ہوتا ہے، جہاں جمہوری قدروں کو راہ ملا کرتی ہے، امید ہے حالیہ واقعے میں سپریم کورٹ کے ججیز صاحبان انصاف اور عدالت عالیہ کی لاج بچانے میں مثبت کردار ادا کریں گے، واضح رہے کہ بلدیہ پاتور (اکولہ ڈسٹرکٹ، مہاراشٹرا) کے اردو سائن بورڈ کو ہٹانے کی مانگ کی گئی تھی جس پر ججوں نے سخت اعتراض ظاہر کیا ہے، عدالت نے درخواست گزار سے سوال کیا کہ انہیں اردو زبان سے کیا مسئلہ ہے؟ بلدیہ کا نام مراٹھی کے ساتھ اردو میں بھی لکھا ہوا ہے، درخواست پر جسٹس سدھانشو دھولیا اور جسٹس احسان الدین امان اللہ کی بنچ سماعت کر رہی تھی، لیگل نیوز کے معروف پورٹل بار اینڈ بنچ کے مطابق، جسٹس سدھانشو دھولیا اور جسٹس امان اللہ کی بینچ نے درخواست گزار کو بتایا کہ بھارتی آئین کی 8 ویں فہرست میں اردو بھی خصوصیت کے ساتھ شامل ہے، ساتھ ہی کہا کہ اردو کے استعمال سے کسی کو کوئی مسئلہ نہیں ہونا چاہیے، سپریم کورٹ نے مہاراشٹرا حکومت کو اس حوالے سے اپنا موقف واضح کرنے کی ہدایت دی، اس معاملے پر مزید سماعت 9؍ستمبر کو ہوگی، بنچ بمبئی ہائی کورٹ کی ناگپور بنچ کی طرف سے 10؍اپریل کو جاری حکم کے خلاف دائر اپیل پر سماعت کر رہی تھی، رپورٹ کے مطابق، تب ہائی کورٹ نے کہا تھا کہ اداروں میں ریاستی زبان کے ساتھ کسی بھی زبان میں سائن بورڈ لگانے پر کوئی پابندی نہیں ہے، اطلاع کے مطابق درخواست گزار نے سائن بورڈ ہٹانے کے لیے اکولہ ضلع مراٹھی زبان کمیٹی کے صدر کو ہدایت جاری کرنے کے لیے عدالت کا رخ کیا تھا، ہائی کورٹ کو یہ بتایا گیا تھا کہ مہاراشٹرا لوکل اتھارٹیز (آفیشل لینگویج) ایکٹ، 2022 کے تحت شہری اتھارٹیز کے بورڈ پر مراٹھی کے علاوہ دیگر زبانوں کا استعمال نہیں کیا جاسکتا۔

Scanned with CamScanner

اوقاف کے تحفظ کیلئے ہر ممکن کوشش کے لیے تیار رہیں: امارت شرعیہ

امارت شرعیہ کی مجلس شوریٰ سے حضرت امیر شریعت کا خطاب

وقف ایکٹ کی مجوزہ ترمیمات سے اوقاف کی حیثیت ختم ہو کر رہ جائے گی، امارت شرعیہ کو سرکار کی منشا کا علم بل آنے پہلے تھا، اس لیے ہم نے پہلے ہی اوقاف کے رجسٹریشن کے لیے ایک شعبہ امارت شرعیہ میں قائم کیا جو مسلسل اس سلسلہ میں کام کر رہا ہے، وقف ترمیمی بل آنے کے بعد صورت حال سنگین ہوگئی ہے، امارت شرعیہ کے خدام شب وروز تحفظ اوقاف کے لیے کام کر رہے ہیں، ہمارا ارادہ جے پی سی کے اراکین تک جلد پہونچ کر اسلامی موقف کو ان کے سامنے رکھنا ہے، اس کام کی شروعات بھی کردی گئی ہے، ریاستی وقف بورڈ کے چیئر مین اور کمیٹی کے دیگر افراد سے بھی ملاقاتوں کا سلسلہ جاری ہے، ملک کی سیاسی پارٹیوں کے ذمہ داروں اور افسران سے ملاقات بھی اس منصوبہ میں شامل ہے، اوقاف کی اہمیت کے پیش نظر عوام کو بھی حالات سے باخبر رہنا ہے، اس کے لیے ۱۵ر ستمبر کو باپو سبھا گار گاندھی میدان پٹنہ میں خصوصی میٹنگ بلائی گئی ہے، جس میں علماء، وکلاء، دانشوران تنظیم امارت شرعیہ سے وابستہ افراد، اوقاف کے ذمہ داران اور مسلم پرسنل لا بورڈ کے عہدیداران شریک ہوں گے ان خیالات کا اظہار امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کے امیر شریعت، سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب نے کیا وہ آن لائن زوم پر منعقد مجلس شوریٰ کے ارکان سے خطاب کر رہے تھے، انہوں نے کہا کہ وقف کے تعلق سے جو غلط فہمیاں عوام اور سرکاری افسران کے اندر ہے اس کو بھی دور کرنے کی ضرورت ہے، انہوں نے فرمایا کہ ان حالات میں آپ ارکان شوریٰ کی ذمہ داریاں بڑھ جاتی ہیں، ہم سب کو اپنی استطاعت کے بقدر تحفظ دین وشریعت کے لیے ہمہ وقت مستعد رہنا ہوگا، مجلس شوریٰ کا آغاز مولانا محمد اسعد اللہ قاسمی منیجر ہفت روزہ نقیب کی تلاوت کلام پاک سے ہوا، بعد ازاں قائم مقام ناظم جناب مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے میٹنگ کے اغراض ومقاصد اور امارت شرعیہ کی اب تک اوقاف کے سلسلہ کی جو خدمات رہی ہیں ان کو تفصیل سے ذکر کیا، انہوں نے اس مسئلہ پر امیر شریعت کی فکر مندی اور جہد مسلسل کا بھی ذکر کیا اور کہا کہ امارت شرعیہ نے ہمیشہ ملی مسائل پر توجہ رکھی ہے اور آئندہ بھی رہے گی، اس معاملہ پر گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے جناب احمد اشفاق کریم چیئر مین کٹیہار میڈیکل کالج ورکن آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے واضح کیا کہ نتیش کمار بھی اس بل کے خلاف ہیں اور للن سنگھ نے پارلیامنٹ میں جو تقریر کی ہے وہ اس سے متفق نہیں ہیں، مولانا ڈاکٹر شکیل احمد قاسمی پٹنہ نے فرمایا کہ اس کام میں ہمیں سماج کے ان طبقات کو بھی ساتھ لینا چاہیے جو سائلینٹ میجوریٹی میں ہیں، امارت شرعیہ عوامی بیداری کے لیے اس موضوع پر کام کرے؛ لیکن انداز احتجاج اور مظاہرے جیسا نہ ہو، مولانا ڈاکٹر ابوالکلام قاسمی شمسی پٹنہ نے کہا کہ اس موضوع پر داخلی اور خارجی دونوں سطح پر کام کرنے کی ضرورت ہے، داخلی سے مراد مسلمانوں کے درمیان اور خارجی سے مراد سیاسی حضرات اور افسران ہیں، ملی تنظیموں کے ساتھ مل کر مشترکہ مطالبہ کا مسودہ تیار کیا جائے اور الگ الگ ٹکڑوں میں بٹ کر انتشار نہ پھیلایا جائے، جناب شاہنواز احمد خان ہزاری باغ جھارکھنڈ نے کہا کہ امارت شرعیہ اپنے طور پر ضلعی ذمہ داروں کے ذریعہ اوقاف کے سروے کا کام کرائے اور جو جائیداد سرکار کی تحویل میں ہے یا دوسرے کا قبضہ ہے اس کی فہرست بنا کر حکومت پر دباؤ ڈالے کہ غیر قانونی قبضہ سے اوقاف کی جائداد کو واگذار کرائے، جھارکھنڈ میں وقف بورڈ نہیں ہے امارت شرعیہ اس کے لیے کوشش کرے، ڈاکٹر یاسین قاسمی رانچی جھارکھنڈ نے کہا کہ امارت شرعیہ جس انداز میں کام کر رہی ہے وہ قابل رشک ہے، کاغذات کی درستگی اور سروے کے کام پر زور دینا چاہیے، جناب اشرف حسین صاحب رانچی جھارکھنڈ نے کہا کہ ہمارے پاس لیگل سیل ہونا چاہیے تاکہ حکومت کی اس قسم کی مذموم حرکت کا جائزہ لیکر امارت شرعیہ کو خبردار کیا کرے، جس طرح جھارکھنڈ میں آدی باسی اور عیسائیوں کا لیگل سیل ہے، مفتی توحید صاحب نے کہا کہ اوقاف سے متعلق معلومات کو ہینڈ بل اور پمفلیٹ کی شکل میں گاؤں تک پہونچایا جائے تاکہ عوامی بیداری پیدا ہو، مولانا نوشاد نوری صاحب دیوبند نے اوقاف کے سلسلہ میں مسلمانوں کو مستعد رہنے کا، کاغذات درست کرنے کی گزارش کی، مولانا محمود الحسن صاحب نے فرمایا کہ ایسے اقدام کرنا چاہیے جس سے سرکار کو اس قسم کے اقدام کرنے کی ہمت نہ پڑے، مفتی ظفر صاحب اڈیشہ کی رائے تھی کہ ہماری نمائندگی سیاسی طور پر بڑھے اور آئی ایس، آئی پی ایس کی تعداد بھی بڑھے اس کے لیے جدو جہد کی ضرورت ہے، میٹنگ میں امارت شرعیہ کی مجلس شوریٰ کے ارکان بڑی تعداد میں شریک ہوئے اور اپنی رائے دی، قائم مقام ناظم صاحب کے شکریہ اور امیر شریعت کی دعا پر میٹنگ اختتام پذیر ہوئی۔

وقف جائیدادیں خدا کی ملکیت ہیں اس میں حکومت کا تصرف ناقابل قبول: مفتی وصی احمد قاسمی

وقف کے املاک کا تحفظ ایمانی ذمہ داری: قاضی انور قاسمی، وقف ایکٹ میں ترمیم ہر زاویے سے انتہائی نقصان دہ اور مضر: قاضی سعود عالم قاسمی، وقف جائدادیں خدا کی ملکیت ہے: مفتی عمر فاروق، وقف ایکٹ میں کسی طرح کی تبدیلی کو قبول نہیں کیا جائے گا: کلیم اللہ مظہر قاسمی

حضرت امیر شریعت مولانا سید احمد ولی فیصل رحمانی کی ہدایت پر امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کے ایک مؤقر وفد نے جھارکھنڈ کے رانچی، جمشید پور، لوہردگا اور دھنباد کا دورہ کیا، وفد کی قیادت مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کے نائب قاضی شریعت حضرت مولانا مفتی وصی احمد قاسمی صاحب فرما رہے تھے؛ ۱۵ر ستمبر ۲۰۲۴ء کو تحفظ اوقاف کانفرنس کے تعلق سے ایک مشاورتی نشست ۱۸ر اگست کو دفتر امارت شرعیہ کربلا ٹینک روڈ رانچی میں، مورخہ ۱۹ر اگست ۲۰۲۴ء کو دفتر امارت شرعیہ مانگو جمشید پور، شہر لوہردگا کی موتی مسجد اور ۲۱ر اگست ۲۰۲۴ء کو دھنباد جامع مسجد جبار میں منعقد ہوئی، جس میں قائد وفد حضرت مولانا مفتی وصی احمد قاسمی نے کہا کہ وقف جائیدادیں خدا کی ملکیت ہیں یہ کسی حکومت یا اقتدار اعلی کے تصرف اور قبضے میں نہیں لائی جاسکتی نیز ان کے مقاصد بھی طے ہیں جن کی ہدایات اسلامی تعلیمات میں دی گئی ہیں اس لیے یہ انتہائی ضروری ہے کہ وقف جائیدادوں کا انتظام اور اختیار وقف بورڈ کے پاس ہی رہے؛ تاکہ اوقاف کے تقدس کو برقرار رکھا جا سکے، انہوں وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ سنی وقف بورڈ اور شیعہ وقف بورڈ کا نظام چلا آرہا ہے؛ لیکن موجودہ ترمیمی بل میں آغا خانی اور بوہرا وقف کو بھی شامل کیا گیا ہے جو کہ اقلیتوں کے درمیان تفریق کرنے کی ایک شازش ہے، اس بل میں زبانی وقف کو ختم کرنے کی بھی بات کہی گئی ہے جب کہ شریعت اسلامی میں زبانی وقف معتبر ہے جس کی وضاحت وقف ایکٹ 1995 اور 2013 میں موجود ہے، اسی طرح وقف ٹریبونل کے اختیارات کو سلب کرتے ہوئے ضلع مجسٹریٹ کو اوقاف کی زمین کو متعین کرنے کا اختیار دیا جارہا ہے، جس سے معاملہ میں مزید پیچیدگی پیدا ہوگی، مفتی انور قاسمی قاضی شریعت دار القضاء امارت شرعیہ رانچی نے کہا کہ پارلیمنٹ میں وقف ایکٹ کے تعلق سے جو ترمیمات پیش کی گئی ہیں؛ وہ وقف جائدادوں کے تحفظ کے لیے نقصان دہ ہے، انہوں نے کہا کہ مجوزہ وقف ترمیمی بل سے اوقاف کی جائیدادیں، مساجد، مدارس، مقابر، عیدگاہیں وغیرہ کی حیثیت اور کردار کو ناقابل تلافی نقصان پہنچنے کا صرف اندیشہ نہیں بلکہ یقینی خطرہ ہے نیز بل پاس ہو جانے سے مسلمانوں کو مستقبل قریب ہی میں شدید مصائب ومشکلات کا سامنا ہوگا انہوں نے کہا کہ سرکار کی ذمہ داری ہے کہ مجوزہ بل پر مسلمانوں اور سیکولر طبقات کے تحفظات کا احترام کرے اور بل کو واپس لیتے ہوئے ملک کے ایک اہم اکائی میں پیدا شدہ خطرات واندیشوں کو دور کرے، امارت شرعیہ جمشید پور کے قاضی شریعت مولانا سعود عالم قاسمی نے کہا کہ پارلیمنٹ میں پیش شدہ چوالیس نکات پر مشتمل ترمیمات بل مسلمانوں کے لئے بڑا خسارہ کا ذریعہ جسے روکنے کے لئے ہمیں ہر ممکن کوشش کرنی چاہئے، انہوں نے کہا کہ حکومت اوقاف کے منافع کو واقف کے نیک منشا اور ارادہ کے برخلاف اپنے من مانے منشا کے مطابق استعمال کرنا چاہتی ہے، جب کہ وقف کا معاملہ خالص مذہبی اور شرعی ہے اور وقف کے املاک کا واقف کے منشا کے خلاف استعمال کرنا شریعت کی رو سے بالکل نادرست ہے، اس لئے اوقاف کی حفاظت کرنا ایمانی ذمہ داری بھی ہے، مفتی عمر فاروق قاضی شریعت لوہردگا نے کہا کہ وقف جائدادیں خدا کی ملکیت ہے؛ اسی لئے وقف کے متولی کو بھی وقف جائیدادوں میں خرد برد کی اجازت نہیں ہے، قاضی شاہد صاحب قاضی شریعت دھنباد نے اوقاف کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ یہ خالص دینی معاملہ ہے، ہمیں ہر حال میں اس کی حفاظت کے لئے تیار رہنا ہے، ہمارے آباء واجداد نے اسے اللہ کے نام پر آنے والی نسلوں کے لئے دیا ہے، مولانا کلیم اللہ مظہر قاسمی قاضی شریعت چترپور رام گڑھ نے کہا کہ ہم وقف ایکٹ میں کسی طرح کی تبدیلی کو قبول نہیں کریں گے، رانچی کے مشاورتی نشست میں مولانا انس اشاعتی، مولانا دلاور قاسمی صاحب صدر مدرس دار العلوم قاسمیہ بلسوکرا، مولانا عبد القیوم قاسمی صاحب بلسوکرا، حافظ تجمل حسین صاحب بیجو پاڑہ، مولانا ڈاکٹر طلحہ ندوی صاحب، مولانا شعیب اختر ثاقبی صاحب مسجد عرفات،، مولانا سمیع الحق مظاہری صاحب اربا، مولانا اصغر مصباحی صاحب، مولانا رضوان احمد قاسمی صاحب، مولانا نجم الدین صاحب جامعہ حسینیہ کڈرو، مولانا رضوان قاسمی صاحب سابق پرنسپل مدرسہ اسلامیہ، قاری جان محمد مصطفیٰ، حافظ ابوالکلام صاحب چھوٹی مسجد، مولانا حیات قاسمی صاحب، مولانا عمر فاروق قاسمی صاحب، مولانا صادق تحسین ندوی صاحب، حافظ ساجد صاحب مسجد حمزہ، حافظ حسنین صاحب چترپور، حاجی فیروز صاحب صدر جمعیت الراعین، ایڈوکیٹ ممتاز احمد خان صاحب، حاجی حلیم الدین صاحب، جناب ساجد صاحب ناظم حلقہ جماعت اسلامی، ایڈووکیٹ محمد شمیم صاحب، ایڈووکیٹ غفران صاحب، ایڈووکیٹ اسد العارفین صاحب، شمیم علی صاحب، نجیب صاحب ممبر انجمن اسلامیہ، شاہد اختر عرف ٹکلو صاحب ممبر انجمن اسلامیہ، جناب تبریز عالم صاحب پہاڑی ٹولہ، شہر جمشید پور کی نشست میں مولانا افروز سلیمی معاون قاضی دار القضاء جمشید پور، مولانا مفتی امیر الحسن قاسمی امام مسجد دھتکیڈیہ، مولانا حکیم سمیع اللہ مفتاحی، مفتی صغیر قاسمی، مولانا کلیم الدین مظاہری، مولانا عبد اللہ قاسمی، مفتی شاداب قاسمی، مفتی ثابت جاوید، مفتی محتشم باللہ، شاہ نواز قمر، انجینئر اصغر جمیل، انجینئر اظہر علی آشیانہ، حافظ ابراہیم، بھائی طاہر بھارت بیکری، الحاج مہتاب جکسلائی، محمد آفاق صاحب کے علاوہ مساجد کے ائمہ وخطباء، معززین، دانشوران، لوہردگا موتی مسجد کی نشست میں تنظیم امارت شرعیہ لوہردگا کے صدر حضرت مولانا اکرام الحق عینی، تنظیم امارت شرعیہ لوہردگا کے ممبران کے علاوہ شہر کے ائمہ، علماء اور دانشوران نیز دھنباد کی نشست میں مولانا مفتی محمد شاہد قاسمی قاضی شریعت دھنباد کے علاوہ شہر کے ائمہ، علماء اور دانشوران کی ایک بڑی تعداد موجود تھی، ان لوگوں نے پٹنہ کے باپو سبھا گار میں ۱۵ر ستمبر ۲۰۲۴ء کو ہونے والے تحفظ اوقاف کانفرنس میں شرکت کا عزم کیا، مولانا طارق انور رحمانی مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف مولانا ابوداؤد قاسمی معاون قاضی دار القضاء رانچی اور مولانا شمیم صاحب وغیرہ شامل تھے۔

Scanned with CamScanner

لال قلعہ سے ’سیکولر سول کوڈ‘ کا شوشہ

معصوم مرادآبادی

وزیراعظم نریندر مودی نے 78ویں یوم آزادی کے موقع پر لال قلعہ کی فصیل سے اپنے خطاب میں یوں تو کئی راگ ایک ساتھ چھیڑے ہیں، لیکن ان کی ڈیڑھ گھنٹے سے زیادہ کی تقریر میں جس موضوع کو میڈیا نے سب سے زیادہ اہمیت دی وہ ’سیکولر سول کوڈ‘ کا راگ تھا۔انھوں نے موجودہ سول کوڈ کو ’کمیونل‘ قرار دیتے ہوئے کہا کہ اب وقت آگیا ہے کہ سیکولر ملک میں ایک ’سیکولر سول کوڈ‘ نافذ ہونا چاہئے۔انھوں نے کہا کہ ہم نے ’کمیونل سول کوڈ‘ میں 75 سال بتائے ،اب ہمیں ’سیکولر سول کوڈ‘ کی طرف پیش قدمی کرنی ہوگی۔حالانکہ اپوزیشن نے ان کے اس بیان کو آئین کے معمار امبیڈکر کی توہین قرار دیتے ہوئے اس کی مذمت کی ہے اور ان سے معافی نامہ طلب کیا ہے مگر سچ پوچھئے تو وزیراعظم نے جب سے یہ بیان دیا ہے تب سے ہمیں بڑی خوشی ہورہی ہے کیونکہ ہم ان لوگوں میں شامل ہیں جو وزیراعظم کی زبان سے لفظ ’سیکولر‘ سنے ہوئے ترس گئے ہیں۔وہ جب بھی بولتے ہیں تو ان کے منہ سے سیکولرازم کی روح کے برعکس الفاظ ہی نکلتے ہیں۔اسی لیے ہمیں ان کا یہ بیان اس قدر پسند آیا ہے کہ ہم دن میں اسے کئی کئی بار دوہرا رہے ہیں اور دوسروں سے بھی اس کی گردان کرنے کے لیے کہہ رہے ہیں۔

سبھی جانتے ہیں کہ سیکولرازم اس ملک کے دستور کی روح ہے اور دستور کی تمہید میں صراحت کے ساتھ اس کا ذکر کیا گیا ہے۔یہ الگ بات ہے کہ بی جے پی کے لوگ اب اس تمہید کو بدلنے اور اس میں سے لفظ ’سیکولر‘ کو خارج کرنے پر زور دے رہے ہیں۔ہمیں نہیں معلوم کہ وزیراعظم نے سول کوڈ کے ساتھ ’سیکولر‘ کا لفظ استعمال کرنے سے پہلے ان لوگوں سے مشورہ بھی کیا یا نہیں، مگر اتنا ضرور ہے کہ انھوں نے موجودہ سول کوڈ کو فرقہ وارانہ قرار دے کر اسے سیکولر سول کوڈ میں بدلنے کی بات بڑی دوراندیشی کے ساتھ کہی ہے۔کیونکہ ملک میں اب ہر کمیونل چیز سیکولر ہونے کے لیے بے قرار ہے۔ہوسکتا ہے کہ سیکولرازم کے لیے یہ بے قراری ان حلیفوں کے لیے ہو، جو ان کی حکومت کو بیساکھیوں کے طور پر سہارا دے رہے ہیں۔ان کے یہ اتحادی کتنے ’سیکولر‘ ہیں اور کتنے ’کمیونل‘ یہ تو ان کے عمل سے کئی بار ثابت ہوچکا ہے۔سیکولرازم بے چارہ اتنا مظلوم ہے کہ اس کا بار بار استحصال کیا جاتا ہے۔اس معاملے میں کوئی سیاسی پارٹی مستثنیٰ نہیں ہے۔جنھوں نے سیکولرازم کے بڑے بڑے سائن بورڈ لگا رکھے ہیں وہ بھی اس کے ساتھ کھلواڑ کرتے ہیں۔جنھوں نے سیکولرازم کو مٹانے کی قسمیں کھا رکھی ہیں، وہ تو مسلسل اس کے ساتھ کھلواڑ کرتے ہی رہتے ہیں۔

ہماری نظر میں سیکولرازم ایک ایسا نظریہ ہے جو اس ملک کی اقلیتوں کو سر اٹھا کر جینے اور برابری کے ساتھ زندہ رہنے کا موقع فراہم کرتا ہے، لیکن جب سے موجودہ حکمرانوں نے ملک کا اقتدار سنبھالا ہے تب سے وہ سیکولرازم پر مسلسل حملہ آور ہیں۔نہ صرف ملک کے سیکولر تعلیمی نظام کو کمیونل بنایا جارہا ہے بلکہ تاریخ کی کتابوں میں سے سیکولرازم اور یگانگت کے ابواب نکال کر ان میں کمیونل باب شامل کئے جارہے ہیں۔ریاست مدھیہ پردیش کی سرکار نے تو تمام کالجوں اور یونیورسٹیوں کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ اپنے نصاب میں آر ایس ایس پرچارکوں کی لکھی ہوئی کتابیں شامل کریں۔اس سلسلہ میں 80 کتابوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔

اب آیئے ہم دوبارہ سیکولر سول کوڈ سے متعلق وزیراعظم کے اس بیان سے رجوع کرتے ہیں جو آج کے ہمارے مضمون کا اصل موضوع ہے۔سبھی جانتے ہیں کہ کامن سول کوڈ کا نفاذ بی جے پی کے بنیادی ایجنڈے کا حصہ ہے۔اس ایجنڈے میں شامل دو وعدوں کو پایہ تکمیل تک پہنچایا جاچکا ہے۔ان میں پہلا وعدہ ایودھیا میں عالیشان رام مندر کی تعمیر کا تھا اور دوسرا شورش زدہ ریاست جموں وکشمیر سے دستور کی دفعہ 370 کو ختم کرنے کا۔مودی سرکار کا دعویٰ تھا کہ کشمیر میں شورش اور دہشت گردی کی اصل وجہ دستور کی دفعہ 370 ہی ہے اور جب تک اسے ختم نہیں کیا جاتا ،اس وقت تک وہاں امن قایم نہیں ہوسکتا۔یہ بات اتنے زوروشور سے کہی گئی تھی کہ ہم بھی اس پر یقین کرنے لگے تھے، لیکن ہمیں یہ دیکھ کر سخت مایوسی ہوئی ہے کہ جب سے دفعہ 370 ختم ہوئی ہے کشمیر میں دہشت گردانہ کارروائیاں کم ہونے کی بجائے بڑھ گئی ہیں۔شاید ہی کوئی دن جاتا ہو کہ وہاں ہماری سیکورٹی فورسز کے جوان اپنی قیمتی جانیں نہ گنواتے ہوں۔اب جبکہ وہاں دس سال کے بعد اسمبلی انتخابات کا اعلان کیا گیا ہے،صورتحال کیا رخ اختیار کرے گی،ہمیں نہیں معلوم۔رہی بات رام مندر کی تو یہ آپ نے دیکھ ہی لیا کہ جن ہزار انتخابی خواہشوں کے ساتھ رام مندر کا قبل از وقت افتتاح ہوا تھا،وہ دھری کی دھری رہ گئیں۔

حالیہ پارلیمانی انتخابات میں سب سے بڑی چوٹ بی جے پی کو اسی اترپردیش سے پہنچی جہاں ایودھیا اور رام مندر واقع ہے۔ہمیں سب سے زیادہ افسوس اس بات کا ہوا کہ بی جے پی خود اس ایودھیا میں چناؤ ہار گئی جس کی بنیاد پر اس نے پورے ملک میں چناؤ جیتنے کی منصوبہ بندی کی تھی۔ایودھیا کو دلہن بنانے کے لیے دولت کی بارش کردی گئی تھی۔صورتحال یہ ہے کہ بی جے پی جب سے ایودھیا اور اترپردیش میں چناؤ ہاری ہے وہ رام مندر کا نام ہی نہیں لے رہی ہے۔جب کہ اس سے پہلے وہ اٹھتے بیٹھتے اسی کی گردان کرتی تھی۔

اتراکھنڈ ملک کی پہلی ایسی ریاست ہے جہاں بی جے پی سرکار نے کامن سول کوڈ نافذ کرنے کا جوکھم اٹھایا ہے۔مگر اس احتیاط کے ساتھ کہ اس سے ہندوؤں کے غیر منقسم خاندانوں، ہندو رسوم ورواج اور درج فہرست ذاتوں کو مستثنیٰ رکھا گیا ہے۔سوال یہ ہے جب کامن سول کوڈ بنانا ہے اور سبھی شہریوں کو یکساں سول کوڈ کے دائرے میں لانا ہے تو اس میں استثنیٰ کیوں کیا جارہا ہے۔اس پر تنقید کرتے ہوئے ایم آئی ایم کے صدر بیرسٹر اسدالدین اویسی نے اس کی سخت گرفت کی ہے۔ان کا کہنا ہے کہ ”ہندوؤں کے اندر مختلف روایات اور ثقافتوں کا کیا ہوگا؟ اویسی نے اتراکھنڈ میں نافذ کئے گئے یونیفارم سول کوڈ کو منافقت کا بدترین نمونہ قرار دیتے ہوئے کہا کہ اس طرح ہندو اقدار وروایات کو باقی ہندوستانیوں پر مسلط کیا جارہا ہے۔“

حقیقت یہ ہے کہ اس ملک میں یکساں سول کوڈ کے تعلق سے اتنے تضادات ہیں کہ اس پر عمل آوری ممکن ہی نہیں ہے۔اگر ایسا ہوتا تو آئین کے معمار شروع ہی میں اس کو نافذ کرنے کا فیصلہ کرتے،لیکن انھوں نے حالات کو دیکھتے ہوئے اس سے گریز کی راہ اختیار کی۔

سبھی جانتے ہیں کہ بی جے پی حکومت یکساں سول کوڈ کے نفاذ کی بات صرف مسلمانوں کو مشتعل کرنے کے لیے کرتی ہے۔اس کا اصل ہدف مسلم پرسنل لاء ہے جسے وہ یکساں سول کوڈ کی آڑ میں ختم کرنا چاہتی ہے۔حالانکہ حکومت اس بات سے بخوبی واقف ہے کہ اتنے بڑے اور اتنے کثیر رخی سماج میں یکساں سول کوڈ نافذ کرنا عملی طور پر ممکن نہیں ہے،لیکن وہ اپنے سیاسی ایجنڈے کی تکمیل کے لیے اس پر مصر ہے۔اب یکساں سول کوڈ کے ساتھ لفظ ’سیکولر‘ کا اضافہ کرکے ایک اور شوشہ چھوڑا گیا ہے۔وزیراعظم نے یہ شوشہ چھوڑتے وقت اس بات کی وضاحت نہیں کی کہ ہم نے 75 سال کا طویل عرصہ جس سول کوڈ میں گزار دیا وہ کس اعتبار سے ’کمیونل‘ تھا اور نیا سول کوڈ کس اعتبار سے ’سیکولر‘ ہوگا؟

مشرق وسطیٰ میں کشیدگی

ایس -ایم- حسن

خلیجی ممالک میں کشیدگی ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی ہے۔ اسرائیل اور حماس کے درمیان جاری تنازع کے علاوہ اسرائیل اور لبنان کے درمیان بھی کشیدگی کی صورتحال پیدا ہوگئی ہے۔خطے کی موجودہ صورتحال میں یہ کہا جارہا ہے کہ اسرائیل اس وقت وجودی بحران سے گزر رہا ہے۔خدشہ ہے کہ ایران کسی بھی وقت اسرائیل پر حملہ کرسکتا ہے۔یہ حملہ تہران میں حماس کے رہنما اسماعیل ہنیہ کے قتل کا بدلہ ہوگا۔ایران کے حملے کا خوف اس قدر قوی ہے کہ دنیا بھر کی کئی فضائی کمپنیوں نے اسرائیل کے لیے اپنی پروازیں منسوخ کردی ہیں۔امریکا نے مشرق وسطیٰ میں گائیڈڈ میزائل آبدوزوں کی تعیناتی کا حکم دیا ہے۔یہی نہیں بلکہ اسرائیل کے سب سے بڑے دشمنوں میں سے ایک حزب اللہ نے بھی اپنا آپریشنل مرکز لبنان کے دارالحکومت بیروت سے دور منتقل کردیا ہے۔اس تناظر میں اسرائیل کو بھی یہ خدشہ ہے کہ ایران کی جانب سے جلد ہی کوئی بڑا حملہ ہونے والا ہے۔تاہم اسرائیلی فوج نے اس حملے کے حوالے سے اپنے شہریوں کو کوئی وارننگ جاری نہیں کی ہے۔اسرائیلی وزیر دفاع یوو گیلنٹ نے امریکی وزیر دفاع لائیڈ آسٹن کو بتایا کہ ایران اسرائیل پر بڑے پیمانے پر فوجی حملے کی تیاری کررہا ہے۔گیلنٹ اور آسٹن نے آپریشنل اور اسٹریجک کوآرڈینیشن اور ایرانی خطرات کا مقابلہ کرنے کے لیے اسرائیلی فوج کی تیاری پر تبادلہ خیال کیا۔

ادھر ایرانی پاسداران انقلاب کے ڈپٹی کمانڈر نے کہا کہ ایران 31 جولائی کو تہران میں فلسطینی عسکریت پسند گروپ حماس کے رہنما کے قتل کے لیے سپریم لیڈر آیت اللہ علی خامنہ ای کے حکم پر عمل کرنے کے لیے تیار ہے۔اس سے قبل خامنہ ای نے بھی کہا تھا کہ وہ اسرائیل کو ایسی سخت سزا دیں گے کہ اس کی نسلیں یاد رکھیں گی۔یہ اطلاعات بھی ہیں کہ ایران کے نومنتخب صدر مسعود پزشکیان اسرائیل پر حملے کے خلاف ہیں لیکن ایرانی پاسداران انقلاب ان کے قابو سے باہر ہیں۔ پاسداران انقلاب براہ راست خامنہ ای کو رپورٹ کرتا ہے۔اِدھر لبنانی میڈیا کی رپورٹ کے مطابق حزب اللہ نے حالیہ دنوں میں بیروت کے مضافاتی علاقے دحیح میں اپنا ہیڈ کوارٹر مکمل طور پر خالی کردیا ہے۔

اس ماہ کے شروع میں، بیروت میں حزب اللہ کے اعلیٰ فوجی کمانڈر فواد شکر اور تہران میں حماس کے رہنما اسماعیل ہنیہ کے قتل کے بعد حزب اللہ کے لیے خطرہ بڑھ گیا ہے۔ایسی صورتحال میں ممکنہ اسرائیلی حملوں کے خوف سے حزب اللہ اپنے جنگجوؤں اور اعلیٰ افسران کو بیروت سے دور منتقل کررہی ہے۔یہ اقدام ایک ایسے وقت میں سامنے آیا ہے جب حزب اللہ نے اسرائیل کو اپنے فوجی کمانڈر فواد شکر مجدل شمس کے قتل کی قیمت چکانے کی دھمکی دی ہے۔دوسری جانب امریکی وزیر دفاع لائیڈ آسٹن نے خطے میں بڑھتی ہوئی کشیدگی کے درمیان گائیڈڈ میزائل آبدوز کو مشرق وسطیٰ میں تعینات کرنے کا حکم دیا ہے۔امریکی فوج پہلے ہی کہہ چکی ہے کہ وہ اسرائیل کے دفاع کو تقویت دینے کے لیے اس علاقے میں اضافی لڑاکا طیارے اور بحری جنگی جہاز تعینات کرے گی۔جرمنی کی سب سے بڑی فضائی کمپنی لفتھانزا گروپ نے مشرق وسطیٰ میں تنازعات میں اضافے کے خدشے کے پیش نظر تل ابیب، تہران، بیروت، عمان اور اربیل کے لیے اپنی پروازوں کی معطلی میں اگست تک توسیع کردی ہے۔لفتھانزا اس مدت کے دوران ایرانی اور عراقی فضائی حدود استعمال نہیں کرے گا۔سوئس انٹرنیشنل ایئرلائنز کا کہنا ہے کہ اس نے بھی تل ابیب اور بیروت سے اپنی پروازوں کی معطلی میں توسیع کردی ہے۔اسی دوران ایئر فرانس اور اس کی ذیلی کمپنی ٹرانساویا فرانس نے بیروت کے لیے اپنی پروازوں پر پابندی کی مدت بڑھا دی ہے۔ایئر فرانس کا کہنا ہے،”لبنان میں سیکورٹی کی صورتحال کی وجہ سے 29 جولائی سے پروازیں معطل کردی گئی تھیں،ان کی بحالی زمین پر صورتحال کے نئے جائزے کے نتیجے پر مشروط ہے۔“

بہرحال اسرائیل اور ایران کے درمیان بڑھتی ہوئی کشیدگی سے پوری دنیا پریشان ہے۔کہا جارہا ہے کہ ایران نے اسرائیل پر میزائل اور ڈرون یونٹ اسی طرح تیار کیے ہیں، جیسے اپریل کے حملے سے پہلے کیے تھے۔ایک رپورٹ کے مطابق ایران جلد ہی اسرائیل پر حملہ کرسکتا ہے۔حالانکہ ادھر اسرائیل کے وزیر دفاع گیلنٹ کا کہنا ہے کہ اسرائیل نے اپنے دفاع کو بہت زیادہ مضبوط کرلیا ہے اور ملک کسی بھی قسم کے حملے کا جواب دینے کے لیے تیار ہے۔ایران اور حزب اللہ کے ممکنہ حملے کے پیش نظر ایک ساتھ متعدد محاذوں پر جنگ لڑنے کی تیاری کرلی گئی ہے۔

دریں اثنا، برطانیہ،فرانس اور جرمنی نے اپنے ایک مشترکہ بیان میں ایران سے مطالبہ کیا ہے،”وہ خطے کو مکمل جنگ کی طرف دھکیلنے سے گریز کرے۔خطے میں بڑھتی ہوئی کشیدگی پر گہری تشویش ہے اور ہم کشیدگی میں کمی اور علاقائی استحکام کے اپنے عزم میں متحد ہیں۔مشرق وسطیٰ میں کشیدگی میں اضافہ کسی بھی ملک یا قوم کے حق میں بہتر نہیں ہوگی۔(تاثیر 14راگست 2024)

Scanned with CamScanner

غزوۂ بدر تاریخ اسلام کی ایک فیصلہ کن جنگ

سید عبد الصبور طارق

جنگ بدر ۱۷ رمضان المبارک ۲ھ کو لڑی گئی۔ تاریخ اسلام اہم ترین جنگوں میں شمار ہوتی ہے ایک مغربی مصنف الفریڈ گیلوم تو اپنی کتاب ''اسلام'' میں اسے تاریخ عالم کی فیصلہ کن جنگوں میں شمار کرتا ہے بقول علامہ سید سلیمان ندوی:۔ ''یہ حق اور باطل اور اندھیرے اجالے کا معرکہ تھا، حق نے فتح پائی اور باطل نے شکست کھائی اندھیرا چھٹ گیا اور اجالا چھا گیا۔'' (رحمت عالم) اور عہد حاضری کا ایک فاضل انگریزی مصنف لفٹنٹ جنرل سرجان گلب رقمطراز ہے کہ:۔ بدر کی فتح اسلام کی ابتدائی تاریخ میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ (عربوں کی عظیم فتوحات)

پاک و ہند کے نامور مصنف قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری تحریر کرتے ہیں کہ:۔ اس واقعہ (جنگ بدر سے اس پیش گوئی کا بھی ظہور ہوا جو یسعیاہ بنی کی کتاب ۲۱/۱۶۔۱۷ میں ان الفاظ سے درج ہے) ایک سال میں جو مزدور کے برس جیسا ہوگا، قیدار کی سب حشمت جاتی رہے گی اور بہادران قیدار کے کمان اندازوں کی تعداد گھٹ جائے گی۔ اور اس پیش گوئی کا بھی ظہور رہوا جو قرآن مجید میں مسلمانوں کو اس جنگ کی اجازت کا حکم دیتے ہوئے فرمائی گئی تھی کہ ''خدا کو ان مظلوموں کی نصرت پر قدرت ہے؟ یہی وجہ ہے کہ قرآن پاک میں اس جنگ کا نام یوم الفرقان ہے۔ کیونکہ اہل کتاب اور اہل اسلام کو ان پیش گوئیوں کی وجہ سے اسلام کی صداقت پر ایک عمدہ دلیل مل گئی تھی۔ اللہ پاک نے قرآن مجید میں اس واقعہ کا ذکر ان الفاظ میں فرمایا ہے۔ ''خدا نے بدر میں تمہاری مدد کی، جبکہ تم کمزور تھے۔ اب اللہ کے تقویٰ کو اختیار کرو تا کہ اس کے شکر گزار بنو (آل عمران ع ۱۳)

جنگ کیوں لڑی: مسلمانوں نے جنگ بدر کیوں لڑی۔ اس کے متعلق قاضی منصور پوریؒ فرماتے ہیں۔ اب تک مسلمانوں کو جنگ کی اجازت نہ تھی کیونکہ اسلام کو جنگ سے کوئی واسطہ ہی نہیں، لفظ اسلام کا مادہ سلم ہے جس کے معنی صلح و فروتنی کے ہیں۔ جو مذہب دنیا کے لئے صلح کا پیغام لے کر آیا ہو، جس مذہب کے پیرو ایمانداروں کے منکسر اور متواضع رہنے کا حکم ہو وہ جنگ کیوں کرتے، یہی وجہ ہے کہ انہوں نے چپ چاپ گھر والوں کو، املاک کو مکہ میں چھوڑ دیا اور خود حبش یا مدینہ چلے گئے تھے، لیکن اب ایسی صورت آن پڑی کہ جنگ کے سوا چارہ ہی نہ رہ گیا، اگر ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے رہتے تو نتیجہ یہ ہوتا کہ بکریوں کی طرح ذبح ہو جاتے اور سب سے بڑا نقصان یہ ہوتا کہ توحید کی منادی کرنے والا دنیا پر نہ رہ جاتا۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنے پونے تین سال کے وعظ کے بعد جس ضرورت سے مجبور ہو کر اپنے حواریوں کو حکم دیا تھا کہ کپڑوں، لتوں اور نقدی کے بدلے ہتھیار خرید کر مسلح ہو جائیں (لوقا ۲۲/۲۶)۔ اسی ضرورت کی وجہ سے خدائے بزرگ و برتر نے مسلمانوں کی حالت پر رحم فرمایا، ان کو بھی ۱۴ رسال تک صبر کرنے اور ظلم و ستم برداشت کرتے رہنے کے بعد ان حملہ آور دشمنوں کی مدافعت کا حکم دے دیا۔ یہ وہ پہلا حکم ہے جس کی رو سے مسلمانوں کو (جہاد کی اجازت ملی (رحمتہ للعالمین جلد اول)

انگریز مصنف آر۔ و۔ ی سی باڈلے نے بھی اپنی گراں قدر تصنیف ''دی مینجر'' میں مسلمانوں کے جنگ پر آمادہ ہونے کے متعلق تقریبا یہی بات کہی ہے۔ مسلسل تیرہ سال سے آپ اذیتیں برداشت کرتے رہے اور اس کا انعام مزید تحقیر اور مزید تکلیفیں تھیں۔ مدینہ آجانے کے باوجود آپ جانتے تھے کہ چند ماہ تک آپ کے دشمن پھر آپ کے تعاقب میں نکل کھڑے ہوں گے۔ تیرہ سال تک ظلم و تعدی سہنے اور مصیبتیں جھیلنے کے بعد اب آپ نے یک لخت یہ فیصلہ کرلیا کہ اب مزید برداشت سے کام نہ لیں گے اور اینٹ کا جواب پتھر سے دیں گے۔ یہ قریش ہی تو تھے جن کے سبب آج آپ ہر طرح سے بے خانماں اور بے یار و مددگار بن کر رہ گئے تھے، یہ بات بالکل عیاں تھی اور یہ بھی روز روشن کی طرح واضح تھا کہ اس صورت حال سے نپٹنے کے لئے صرف ایک ہی راستہ تھا اور وہ یہ کہ اب قریش کو اپنی حد سے نہ بڑھنے دیا جائے۔ انہوں نے صلح جوئی کی ہر تجویز کو ٹھکرا دیا تھا۔ اس لئے اب یہ دیکھنا خالی از دلچسپی نہ تھا کہ اگر ادھر سے بھی جارحانہ رویہ اختیار کیا جائے تو ان کا ردعمل کیا ہوگا۔

حضرت محمدؐ کے طاقت استعمال کرنے کا ایک سبب خود قریش تھے۔ آپ کے خلاف ابوجہل کی دشمنی کے جنوں میں کوئی فرق نہیں تھا، وہ مسلسل حملہ آور جماعتیں بھیج رہا تھا جو مسلمانوں کی چھوٹی اور بکھری ہوئی جماعتوں پر چھپ کر حملہ کرتے رہتے تھے۔ اس نے چند اچانک حملے مدینے کے قرب و جوار میں بھی کئے اور کھیتوں اور باغات کو نقصان پہنچایا۔ اس کا مقصد حضرت محمدؐ پر یہ واضح کر دینا تھا کہ آپؐ کے متعلق اس کے خیال میں کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی اور اس کے ارادے اب بھی اتنے ہی خونیں اور قاتلانہ تھے۔ دونوں فریقوں کی نظر میں اس کا ایک ہی حل تھا، یعنی لڑ کر فیصلہ کرلیا جائے۔ یہ فیصلہ کر کے حضرت محمدؐ ایک ایسا اصول وضع کر رہے تھے جو آئندہ چل کر دین اسلام کا ایک باضابطہ عقیدہ بن گیا، یعنی جہاد جو اگرچہ مذہبی طور پر فرض نہ تھا، لیکن اس جذبہ نے آئندہ زمانے میں اسلام کو دنیا کے گوشہ گوشہ تک لے جانے میں وہ کام کیا جو کسی اور ذریعہ سے نہیں ہوسکتا تھا۔ حقیقت میں جنگ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ناگریز اور مصلحت کا تقاضا تھی جو بعد میں سودمند بھی ثابت ہوئی، لیکن آپ ان عرب حملہ آوروں کی طرح نہ تھے جنگ کرنا اور خون بہانا جن کی عادت ثانیہ بن چکی تھی اور اگر قریش آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے دین کی پر سکون تبلیغ کے لئے تھوڑا سا بھی موقعہ دے دیتے تو لڑائی کا خیال بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں نہ آتا۔ اس وقت تک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کسی سے نہ لڑے تھے، یہاں تک کہ کبھی ہاتھا پائی بھی نہ کی تھی، نہ آپ نے کبھی فوج کی سالاری کی تھی اور نہ ہی فن لشکر کشی کی تربیت حاصل کی تھی۔ لے دے کر اس ضمن میں آپ کا تجربہ صرف اتنا تھا کہ سولہ سال کی عمر میں ایک دفعہ ایک قبائلی جنگ میں آپ اپنے چچا کی تیر لے کر ان کے ساتھ گئے تھے (یہ اشارہ حرب الفجار کی طرف ہے)، نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مسلح اور جنگ آزمودہ سپاہی تھے، لیکن اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانتے تھے کہ اگر اپنے آپ کو اور اپنے دین کو زندہ رکھنا ہے تو آپ کو لازمی طور پر لڑائی کے لئے تیار رہنا ہوگا اور یہ بھی کہ اگر قریش نے مدینہ پر حملہ کیا اور وہ کامیاب بھی ہو گئے تو اسلام ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھاپہ مار دستے بھیجنا شروع کر دیئے جس نے مسلمانوں میں جنگ کا حوصلہ پیدا کیا اور اس کے ساتھ ہی انھیں ہتھیاروں کے استعمال کا عادی اور مشاق بنا دیا۔

جنگ بدر کی ایک خاص بات یہ ہے کہ اس جنگ میں اصحاب رسول اللہ صل اللہ علیہ وسلم نے جس ایثار و جانثاری کا مظاہرہ کیا، وہ اپنی مثال آپ ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ دنیا کے کسی بھی پیغمبر کو ایسے جاں نثار ساتھی نصیب نہ ہوئے۔ اس واقعہ سے حقیقت کا بخوبی اندازہ ہو جائے گا۔ جب قریش مکہ کی پیش قدمی کی خبریں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رفقاء کو مشاورت کے لئے طلب فرمایا۔ سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ نے اپنی رائے پیش کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار دیا کہ وہ جس طرح مناسب سمجھیں فیصلہ کریں۔ انکے بعد جناب مقداد بن عمرؓ اٹھے اور بڑے ہی مؤثر انداز میں اس طرح گویا ہوئے۔ ''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ وہی کچھ کریں جو اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سمجھایا ہے، ہم خدا کی قسم آپ کے ساتھ ہیں، ہم آپ سے یہ نہیں کہیں گے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کا خدا جائیں اور دشمنوں سے لڑیں، ہم آپ کے ساتھ مل کر لڑیں گے۔ اس ذات کی قسم، جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ اگر آپ ہمیں ''برک الغماد'' تک بھی لے جائیں (جو یمن کی آخری پہاڑی ہے تو ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلیں گے اور پیچھے نہیں رہیں گے۔ (ابن اسحٰق، ابن ہشام و ابن سعد وغیرہ) صحیح بخاری کے مطابق جناب مقدادؓ نے کہا تھا کہ ہم آپ کو وہ جواب نہیں دیں گے جو موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے موسیٰ کو دیا تھا۔ ہم آپ سے نہیں کہیں گے کہ آپ اور آپ کا خدا جائیں اور دشمنوں سے لڑیں بلکہ (ہم تو آپ کے دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی۔ آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی) صحیح بخاری کے مطابق مقدادؓ کے ان الفاظ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک دمک اٹھا، اور آپ کو بہت خوشی ہوئی (باب غزوہ بدر)، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد صرف حضرت مقدادؓ کی رائے معلوم کرنا نہیں تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو انصار کی رائے معلوم کرنا چاہتے تھے۔ اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی طرف اشارہ کیا۔ ایک مؤرخ کے مطابق جب انصار کو محسوس ہوا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اشارہ ہماری طرف ہے تو ان کے لشکر کے علم بردار حضرت سعد بن معاذ انصاریؓ نے پیش ہو کر عرض کیا؛ کیا جناب کا یہ اشارہ ہماری طرف ہے؟ فرمایا۔ میرا اشارہ تمہاری ہی طرف ہے۔ یہ سنتے ہی حضرت سعد بن معاذؓ نے اپنے جذبات و احسات کا اظہار اس طرح کیا۔

''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم آپ کی رسالت پر ایمان لائے۔ ہم نے آپ کی تصدیق میں سبقت کی۔ ہم نے قرآن کی توثیق کی، آپ کی اطاعت پر عہد موثق کیا (پکا عہد کیا) خدارا؛ آپ احکام خداوندی کی تعمیل میں ہماری طرف سے دل میں خدشہ نہ لایئے۔ خدائے یکتا کی قسم جس نے آپ کو مبعوث فرمایا۔ اگر آپ سمندر میں قدم رکھیں گے۔ تو ہم بلا درنگ اس میں کود پڑیں گے۔ اور ہم میں سے کوئی فرد پیچھے نہ رہے گا۔ نہ ہم دشمن کا مقابلہ کرنے میں کوئی تامل کریں گے ہم لڑائی کے میدان میں صابر اور مقابلہ کے موقع پر ثابت قدم رہیں گے امید ہے کہ ہماری وجہ سے اللہ تعالیٰ آپ کے دل کو ٹھنڈا رکھے گا۔ بہتر یہ ہے کہ آپ دشمن کو گھیرنے کے لئے جلدی کوچ فرمایئے۔ سعدؓ کی تقریر جاری تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک پر خوشی کے آثار نمودار ہوئے اور فرمایا۔ اب یہاں سے کوچ کرو، خدا کی طرف سے تمہارے لئے فتح کی بشارت ہے۔ بخدا مکہ والوں میں سے ایک ایک کا مقتل میری آنکھوں کے سامنے ہے (حیات محمد احمد حسین ہیکل) پھر مسلمان منزلیں طے کرتے ہوئے بدر کے قریب جا پہونچے۔ اس کے بعد جو کچھ ہوا۔ وہ ساری دنیا کو معلوم ہے تین سو تیرہ (۳۱۳) نیم مسلح مجاہدوں نے پوری طرح مسلح اور جنگی ساز و سامان سے آراستہ ایک ہزار کے لشکر کو بہت بری طرح مارا اور ایک ایسی عظیم الشان فتح حاصل کی جس نے تاریخ کا رخ ہی بدل دیا۔ ایک عیسائی مؤرخ گارڈ فری آگنس بھی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایثار و جاں نثاری کی تصدیق ان الفاظ میں کرتا ہے۔

عیسائی اس بات کو یاد رکھیں تو اچھا ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عقائد نے ان کے پیروؤں میں اس درجہ دینی جوش و جذبہ پیدا کر دیا تھا جس کو حضرت عیسیٰ کے ابتدائی پیروؤں میں تلاش کرنا بے سود ہے۔ جب حضرت عیسیٰ کو صلیب کی جانب لے جایا گیا تو ان کے پیرو بھاگ کھڑے ہوئے۔ ان کا دینی جوش و جذبہ رفو چکر ہو گیا اور وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو موت کے پنجے میں گرفتار چھوڑ کر چل دیئے برعکس اس کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیرو اپنے مظلوم پیغمبر کے گرد اکٹھے ہو گئے اور ان کی حفاظت اور بچاؤ میں اپنی جانوں کو خطرے میں ڈال کر تمام دشمنوں پر ان کو غالب کیا۔ اور حقیقی عظمت و بزرگی وہ ہے جس کی دشمن بھی شہادت دیں۔

اس طرح غزوہ بدر میں مسلمانوں کو فتح ملی اور اتحاد و اجتماعیت کے ساتھ کامیاب ہوئے۔

Scanned with CamScanner

اسلام نے عورتوں کو عزت بخشی

مفتی محمد منصف بدایونی

اسلام سے پہلے دنیا میں عورت کی حیثیت گھریلو اشیاء سے زیادہ نہیں تھی، چوپایوں کی طرح اس کی خرید و فروخت ہوتی تھی، باپ کے لئے بیٹی کا قتل اور زندہ دفن کر دینا باعث عزت اور شرافت سمجھا جاتا تھا، کچھ لوگوں کا تو یہ خیال تھا کہ عورت کو کوئی بھی قتل کر دے تو نہ اس پر قصاص واجب اور نہ دیت (خون بہا) ہندوستان کی تہذیب قدیم اور عظیم مانی جاتی ہے لیکن عورت کو شوہر کی نعش پر زندہ جلائے جانے اور بچیوں کو قتل کرنے کی رسم یہاں بھی پائی جاتی تھی، پرانے لوگ بیوہ عورت کو پاپ کی پوٹلی سمجھتے تھے اور شوہر کی موت کو نحوست سمجھا جاتا تھا اور کہیں اس کی نحوست گھر کی دوسری عورتوں کو نہ لگ جائے اس لئے گھر والوں سے اس کو دور رکھا جاتا اور کبھی اس کی نحوست کو دور کرنے کے لئے شوہر کی لاش کے ساتھ اس کو زندہ جلا دیا جاتا تھا (ہندوستان سماجیات ڈاکٹر جعفر حسن ص: 57) آج کے مہذب ہندوستان میں ستی ہونے کا رواج دور دراز علاقوں میں چوری چھپے موجود ہے اس لئے کہ ہندوؤں میں اس کو مذہبی تقدس حاصل ہے اور موجودہ دور کی حالت یہ ہے کہ ایک غیر سرکاری تنظیم) بال مہیلا کلیان) نے پورے ملک کا نہیں بلکہ صرف ایک صوبہ کا سروے کیا، صرف ایک ضلع میں سالانہ بارہ سو بچیوں کو پیدا ہوتے ہی قتل کر دیا جاتا ہے یہ گھناؤنا جرم دایوں کے ذریعہ کرایا جاتا ہے، اخبارات کا کہنا تھا کہ یہ رجحان اونچی کہلانے والی ذات کے ہندوؤں میں زیادہ ہے رفتہ رفتہ کچھ دوسری ذاتوں میں بھی یہ رجحان پنپ رہا ہے، اس تنظیم نے 35 دایوں سے مل کر یہ تفصیلات جمع کی تھیں، صرف وہ تنظیم ہی نہیں بلکہ آج کل تقریبا ہر جگہ سرکاری اور غیر سرکاری اسپتالوں کا سروے کر کے ہر شخص اس کا اندازہ کر سکتا ہے، زمانہ جاہلیت ہو یا موجودہ دور بعض لوگوں کو یہ عار تھی کہ ہم اپنی بیٹی کسی کو دیں گے تو وہ ہمارا داماد کہلائے گا اور کسی کو اپنا داماد بنانا وہ اپنے لئے باعث عار سمجھتے تھے۔

قرآن نے آگاہ کیا کہ ان مظلوم بچیوں کی نسبت بھی قیامت کے روز سوال کیا جائے گا کہ کسی گناہ کی وجہ سے ان کو قتل کیا گیا تھا "اور جس وقت زندہ در گور کی گئی بچی سے پوچھا جائے گا کہ وہ کس گناہ کے سبب قتل کی گئی" (سورہ تکویر آیت (9-8) یہ مت سمجھنا کہ ہماری اولاد ہے ہم جو چاہیں کریں بلکہ اولاد ہونے کی وجہ سے جرم اور سنگین ہو گیا کہ رحم دلی کے بجائے بے رحمی کا معاملہ کیا گیا۔ پھر شوہر کی چتا پر جلا دی جانے والی عورتوں اور بے گناہ کسی بھی محترم نفس کے قتل کو حرام قرار دیتے ہوئے فرمایا "اور قتل نہ کرو ایسے نفس کو کہ اللہ نے جس کو محترم بنایا ہے مگر حق کی وجہ سے" (سورہ بنی اسرائیل آیت 33)

اسلام سے پہلے عورت کو کسی قسم کا کوئی حق اور اختیار نہیں تھا وہ ذلیل سمجھی جاتی تھی اپنی شادی بیاہ میں اس کو کسی قسم کا اختیار نہیں تھا اولیاء اور سرپرست جس کے حوالے کر دیتے اس کو بے چوں و چرا اس کو تسلیم کرنا پڑتا، یورپ کے وہ مما لک جو دنیا میں سب سے زیادہ متمدن سمجھے جاتے ہیں اس حد کو پہونچے ہوئے تھے کہ عورت کو انسان بھی تسلیم نہیں کرتے تھے، روما کی بعض مجلسوں میں باہمی مشورے سے یہ طے ہوا کہ وہ ایک ناپاک جانور ہے جس میں روح نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے بعد اور آپ کی نبوت سے پہلے 586ء میں فرانس نے عورت پر یہ احسان کیا کہ بہت سے اختلافات کے بعد یہ قرارداد پاس کی کہ عورت ہے تو انسان، مگر وہ صرف مرد کی خدمت کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ (معارف القرآن 549/1) ہندوستان میں بھی عورت کا درجہ ایک زرخرید باندی سے زیادہ نہیں تھا، خود مہا بھارت اور اپنشدوں میں جا بجا اس کا تذکرہ ملتا ہے جس میں عورت کو نہ صرف برا بلکہ بدترین مخلوق اور برائیوں کا مخزن کہا گیا ہے منو پنڈت (جس کے الفاظ قانون کا درجہ رکھتے تھے) کا خیال تھا کہ عورت دنیا میں مرد کو ورغلاتی ہے نیز عورت کو اپنے گھر، زیورات، خواہشات، بے ایمانی، کمینہ پن اور بداطواری سے محبت ہوتی ہے، اس لئے عورتوں کو مقدس کتابیں پڑھنے کا حق حاصل نہیں ہے (قدیم ہندوستان میں عورت کا مرتبہ 75)

اسلام نے عورت کو عزت بخشی: قربان جایئے رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے لائے ہوئے دین اسلام پر کہ اس نے دنیا کی آنکھیں کھول دیں، انسان کو انسان کی قدر سکھایا، عدل وانصاف کا قانون جاری کیا اور عورت کو پستی وذلت کے غار سے نکال کر عزت کا مقام عطا فرمایا، مردوں پر عورتوں کے حقوق کو ایسے ہی لازم کیا جیسے عورتوں پر مردوں کے حقوق ہیں ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف وللرجال علیھن درجة (سورہ بقرہ 288) عورتوں کے مردوں پر ویسے ہی حقوق لازم ہیں جیسے مردوں کے عورتوں پر اور مردوں کو ان پر ایک درجہ فضیلت حاصل ہے، اس کو آزاد وخودمختار بنایا، الغرض عورت کو اس کے حقوق واجبہ نہ دینا ظلم وستم اور قساوت وشقاوت ہے اسلام نے اس کو مٹایا۔ عورت کو مرد کی نگرانی میں رکھ کر اسلام نے عورت پر شفقت کی ہے اس کو کھلے بے مہار چھوڑ دینے، مرد کی نگرانی وسیادت سے آزاد کر دینے اور اس کو خود اپنا کفیل بنانے میں بھی اس پر ظلم وزیادتی ہے نہ ہی اس کی ساخت اس کی اجازت دیتی ہے نہ گھریلو مشغولیت اور بچوں کی تعلیم وتربیت کی ذمہ داری اس کو گوارہ کر سکتی ہے۔

علاوہ ازیں اگر عورت مرد کی نگرانی اور سیادت سے نکل جائے تو یہ عالم کے لئے بہت بڑا خطرہ اور فساد خوں ریزی کا سبب ہے جس کا تجربہ اور مشاہدہ روز مرہ ہو رہا ہے، اس لئے فرمایا وللرجال علیھن درجة کہ مردوں کو ان پر ایک درجہ فضیلت حاصل ہے۔ یعنی مردان کے نگراں ہیں اور یاد رہے کہ مردوں کی یہ فضیلت صرف دنیاوی نظام کی حد تک ہے، آخرت کے اعتبار سے مرد عورت جزا وسزا اور ثواب وعقاب میں برابر ہیں، بلکہ احادیث اور نصوص قرآنی اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ تقویٰ کی شرط پر عورت کا درجہ آخرت میں مرد سے بڑھ سکتا ہے اس لئے کہ آخرت میں نجات کا دارومدار تقوی اور پرہیزگاری پر ہے، ارشاد ربانی ہے" جو مرد وعورت نیک عمل کرے اور وہ مومن بھی ہو تو ہم اس کو پاکیزہ زندگی عطا کریں گے۔

اسلام نے عورت کو وراثت میں حق دیا: اسلام سے پہلے عورت کو اپنے قریب سے قریب رشتہ دار کی میراث میں کوئی حصہ نہیں ملتا تھا، بلکہ خود اس کو مال وراثت سمجھا جاتا تھا اور مردوں کی ملکیت تصور کی جاتی تھی، عورت کی ملکیت کسی چیز پر نہیں ہوتی تھی (روح المعانی (210/4) اسلام میں عورتیں وراثت کی اسی طرح حق دار ہیں جس طرح مرد، قرآن پاک میں بہت واضح الفاظ میں فرمایا گیا للرجال نصیب مماترک الوالدان والاقربون وللنساء نصیب مما ترک الوالدان والاقربون مما قل منه او کثر نصیبا مفروضاً (نساء آیت 7) مردوں کے لئے بھی حصہ مقرر ہے اس چیز میں جس کو ماں باپ اور بہت نزدیکی قرابت دار چھوڑ جائیں اور عورتوں کے لئے بھی حصہ مقرر ہے اس چیز میں جس کو ماں باپ اور بہت نزدیکی قرابت دار چھوڑ جائیں خواہ وہ چھوڑی ہوئی چیز قلیل ہو یا کثیر۔ یہاں قرآن کریم کے اسلوب کو دیکھئے للرجال والنساء نصیب مما ترک الوالدان والاقربون فرما کر مختصر لفظوں میں ان کے حق کا بیان ہو سکتا تھا اس کو اختیار نہیں کیا بلکہ مردوں کے حق کو جس تفصیل سے بیان کیا ہے اسی تفصیل کے ساتھ عورتوں کے حق کو جداگانہ بیان فرمایا تاکہ دونوں کے حقوق کا مستقل اور اہم ہونا واضح ہو جائے۔ نیز "الوالدان والاقربون" سے اس بات کی طرف بھی اشارہ ہو گیا کہ وراثت کا استحقاق رشتہ ولادت اور رشتہ قرابت کی بنا پر ہے اور ان دونوں رشتوں میں لڑکا ہو یا لڑکی دونوں برابر ہیں جن ماں باپ سے لڑکا پیدا ہوا ہے انہیں سے لڑکی بھی پیدا ہوئی ہے اور قرابت داری کا رشتہ جس طرح لڑکے کے ساتھ قائم ہے اسی طرح لڑکی کے ساتھ بھی قائم ہے پھر لڑکے کو وراثت کا مستحق قرار دینا اور لڑکی کو وراثت سے محروم رکھنا کیونکر جائز ہوگا۔

قدیم جاہلیت نے عورت کو پستی کے جس گڑھے میں پھینک دیا اور جدید جاہلیت نے اسے آزادی نسواں کا جھانسہ دے کر جس ذلت وخواری سے دوچار کیا ہے وہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہے، ایک طرف جاہلیت اولی نے اسے زندگی کے ہر حق سے محروم کیا تو جاہلیت ثانیہ نے اسے زندگی کے ہر میدان میں مردوں کے دوش بدوش چلنے کی ترغیب دی اور گھر کی چہار دیواری سے نکال کر دوکانوں، بازاروں، دفتروں اور نمائش میدانوں کی سیر کرائی جس سے وہ اپنی عزت اور وقار کھو بیٹھی اور آزادی کے نام پر غلامی اور مردوں کی نظر ہوس کا شکار بن گئی، مغربی اقوام عورت کی اس غلامی بنام آزادی سے تنگ آ چکی ہیں کیونکہ اس بے جا آزادی کے نتائج بے حیائی، فحاشی بدکاری اور زنا کاری کی شکل میں ظاہر ہو رہے ہیں، غور کیا جائے تو دنیا میں دو چیزیں ایسی ہیں جو دنیا کی تعمیر وترقی میں اساس اور عمود کا درجہ رکھتی ہیں، ایک عورت اور دوسرے دولت لیکن تصویر کا دوسرا رخ دیکھا جائے تو یہی دونوں چیزیں دنیا میں فتنہ وفساد اور خوں ریزی کا سبب بھی ہیں اور غور کرنے سے اس نتیجہ پر پہونچا کچھ دشوار نہیں ہے کہ یہ دو چیزیں اپنی اصل کے اعتبار سے دنیا کی تعمیر وترقی اور اس کی رونق وزینت کا ہی ذریعہ ہیں لیکن جب بھی ان کو اپنے اصلی مقام سے ادھر ادھر کر دیا جاتا ہے تو یہی دونوں چیزیں دنیا میں سب سے بڑا زلزلہ بھی بن جاتی ہیں، عورت کا حقیقی مقام اور پوزیشن یہ نہیں ہے کہ وہ دوکانوں، بازاروں اور آفسوں میں نوکری کرے۔ کیا ستم ہے کہ تنہا شوہر کی اطاعت وفرمانبرداری کو غلامی کا نام دیا جا رہا ہے اور دوکانوں، آفسوں میں افسروں اور نامحرم لوگوں کے نخرے برداشت کرنے اور بسا اوقات عزت نیلام کرنے کو آزادی کا نام دیا جا رہا ہے۔

اسلام عورت کو زندگی کے میدان میں ایک واضح دائرہ کار دیتا ہے اور اسے مرد کے برابر ذمہ داری سونپتا ہے، گھر کے باہر کا سارا دائرہ کار مرد کے حوالے ہے اور گھر کا دائرہ عمل عورت کے ذمہ۔ بخاری شریف میں روایت موجود ہے، حضرت انسؓ سے نقل کرتے ہیں کہ عورتوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ساری فضیلت تو مرد لوٹ لے گئے، وہ خدا کی راہ میں جہاد کرتے ہیں، بڑے بڑے کام کرتے ہیں، ہم کیا عمل کریں کہ ہمیں بھی مجاہدین کے برابر اجر مل سکے جواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو تم میں سے گھر میں بیٹھے گی وہ مجاہدین کے اجر کو پالے گی (البتہ پاکیزہ مقاصد کے حصول اور امور خیر کی تکمیل اور جائز ضروریات کے واسطے مکمل پردے کا اہتمام کرتے ہوئے گھر سے باہر نکلنے کی اجازت ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنی ضروریات کے لئے گھر سے باہر نکلنے کی اجازت دی ہے۔ حدیث بالا میں گھر میں بیٹھنے والی عورت کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجاہدین کے اجر کے برابر کا مستحق قرار دیا اور یہ بات واضح ہے کہ مجاہد پوری دل جمعی کے ساتھ خدا کی راہ میں اسی وقت لڑ سکتا ہے جب اسے اپنے گھر کی طرف سے مکمل اطمینان ہو، اس کی بیوی گھر اور بچوں کو سنبھالے بیٹھی ہو اور اسے اس امر کا کوئی خطرہ نہ ہو کہ اس کے پیچھے کوئی غلط حرکت کر بیٹھے گی، یہ اطمینان عورت ہی فراہم کر سکتی ہے تو اس کی وجہ سے وہ گھر بیٹھے مرد کے جہاد میں برابر کی شریک ہوگی اور برابر ثواب کی مستحق ہوگی۔

اعلان مفقود الخبری

معاملہ نمبر ۹۲/۵/۱۱۷/۱۴۴۵ھ

(متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کربلا ٹینک روڈ، رانچی)

شبنم پروین بنت محمد علی مقام نزد امام باڑہ الٰہی نگر روڈ نمبر ۵ ڈاک خانہ ہُنداگ تھانہ جگرناتھ پور ضلع رانچی۔۔فریق اول

بنام

ارشد خان ابن ابراہیم خان مقام کواٹر نمبر A/50 شیاملی کالونی ڈاک خانہ وتھانہ ڈورنڈا ضلع رانچی۔۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہٰذا میں فریق اول نے آپ کے خلاف دار القضاء امارت شرعیہ کربلا ٹینک روڈ رانچی میں عرصہ ساڑھے تین سال سے نان ونفقہ نیز دیگر حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر فسخ نکاح کی درخواست داخل کیا ہے۔ لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور تاریخ سماعت ۷/ربیع الاول ۱۴۴۶ھ مطابق ۱۱/ستمبر ۲۰۲۴ء روز بدھ کو خود مع گواہان وثبوت بہ وقت نو بجے دن دار القضاء امارت شرعیہ کربلا ٹینک روڈ رانچی میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں، آپ کو واضح کیا جاتا ہے کہ عدم حاضری وعدم پیروی کی صورت میں معاملہ ہٰذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

Scanned with CamScanner

ایمان، جان سے زیادہ عزیز

مولانا محمد معز الدین فاروقی ندوی

دین اسلام انسانیت کے لئے سراسر رحمت ہے، ابتداءِ آفرینش سے اللہ تعالیٰ نے جس قدر پیغمبر مبعوث فرمائے اوران کے ذریعہ جتنے مذاہب بھیجے، ان سب کا مقصد مغفرت الٰہی، انسانوں کا اخلاقی وروحانی تزکیہ اوران کی دنیاوی واخروی فلاح وسعادت تھی۔

دین اسلام مکمل ضابطۂ حیات ہے، اس نے انسانی زندگی کے ہر گوشہ میں رہنمائی کی ہے، پیدائش سے لے کر موت تک تمام چیزیں حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلائے ہیں، ہمیں کسی معاملہ میں کسی اور طرف دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے، دین اسلام کو پورا پورا اپنی زندگی کا محور بنانا چاہئے، اسی لئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ادخلوا فی السلم کافة ''اسلام میں پورے پورے داخل ہوجاؤ'' جب ہم ایسا کریں گےتو ان شاءاللہ اس کے اثرات ہم اور دنیاوالے دیکھیں گے، صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم کی زندگیاں اس پر شاہد ہیں کہ انہوں نے جب دین اسلام کو اپنے اندر پورا پورا داخل کرلیا تو دنیا کی طاقتیں ان کے سامنے سرنگوں ہوگئیں اور دنیا کی کوئی طاقت وسطوت ان کو متاثر نہ کرسکی اور انہوں نے بڑے بڑے فرماں رواؤں اور شہنشاہوں کے تاج پیروں تلے روندڈالے اوران کی یہ ایمانی کیفیت پوری دنیا کو متاثر کئے بغیر نہ رہی۔

ایک صحابی رسول کا واقعہ ہے، اس جواں مرد وبہادر صحابی کو دنیا عبداللہ بن حذافہ سہمی کے نام سے جانتی ہے، یہ ان کی اس ملاقات کا قصہ ہے جو روم کے بادشاہ قیصر سے ہوئی تھی، یہ ملک اُس زمانہ کا سب سے طاقتور اور ترقی یافتہ ملک سمجھا جاتا تھا، روم کے بادشاہ قیصر تک مسلمانوں کے ایمان کے زیور سے آراستہ ہونے اور اپنے عقیدہ پر مر مٹنے اوراپنے دین پر پہاڑ کی طرح جمے رہنے کے واقعات کی خبریں کثرت سے پہونچی تھیں تو اس کے دل میں مسلمانوں کو دیکھنے کی خواہش پیدا ہوئی، اس نے حکم دیا کہ کسی مسلمان کو زندہ گرفتار کرکے اس کے سامنے حاضر کیا جائے، اتفاق سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی ایک تجارتی مہم پر روم گئے ہوئے تھے، وہ رومی فوجیوں کے ہاتھ لگ گئے، ان کے ساتھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی ایک جماعت بھی تھی، رومی فوجیوں نے انہیں اوران کے ساتھیوں کو گرفتار کرکے بادشاہ کے سامنے حاضر کردیا اور کہا یہ محمدؐ کے دین میں شروع میں داخل ہونے والوں میں سے ہیں۔

روم کے بادشاہ قیصر نے حضرت عبداللہ بن حذافہؓ کو بڑی دیر تک غور سے دیکھا، پھر کہا کہ میں تم پر ایک معاملہ پیش کرتا ہوں تو حضرت عبداللہ نے کہا وہ کیا ہیے؟ اس نے کہا تم نصرانی مذہب قبول کرلو، اگر تم نے ایسا کیا تو میں تمہیں اپنی حکومت میں شریک کرلوں گا اور اپنی سلطنت کو آدھی آدھی تقسیم کردوں گا، حضرت عبداللہ جو بیڑیوں میں جکڑے ہوئے تھے یہ سن کر مسکرائے اور کہا: خدا کی قسم! اگر تو مجھ کو اپنی پوری حکومت دے دے جس کا تو مالک ہے اور وہ بھی دے دے جس کے عرب اور دوسرے مما لک مالک ہیں اور مجھ سے مطالبہ کرے کہ پلک جھپکنے کی مدت کے لئے دینِ محمدؐ سے پھر جاؤں تو خدا کی قسم! ایسا نہیں ہوسکتا، تو اس نے کہا کہ پھر قتل ہونے کے لئے تیار ہوجاؤ۔

تو حضرت عبداللہ نے فرمایا کہ جیسا تیرا دل چاہے کر، تو اس نے حکم دیا کہ آپؓ کو سولی کی لکڑی پر باندھ دیں اور ایک تیرانداز سے کہیں کہ ان کے ہاتھوں کے قریب تیر چلائے اور وہ تیر چلانے لگا اور یہ ان پر نصرانی مذہب پیش کرتا رہا اور آپ برابر انکار کرتے رہے، جب اس نے دیکھا کہ یہ سزا ان کو ذرہ برابر بھی متاثر نہیں کررہی ہے تو اس نے آپ کو اتارنے کا حکم دیا اور ماتحتین سے کہا کہ ایک دیگ میں پانی گرم کرو اور ایک دیگ میں پانی گرم کیا گیا اور پانی کھولنے لگا تو اس نے حکم دیا کہ ان کے ساتھیوں میں سے ایک کو اس پانی میں ڈال دو، چنانچہ حضرت عبداللہؓ کے ساتھیوں میں سے ایک کو کھولتے پانی میں ڈال دیا گیا، اس میں ان کا جسم پکنے لگا اور ان کا گوشت ہڈیوں سے جدا ہوگیا، پھر وہ حضرت عبداللہ کی طرف متوجہ ہوا اوران کو نصرانی مذہب قبول کرنے کی دعوت دی، لیکن انہوں نے پہلے سے زیادہ شدت کے ساتھ انکار کیا، جب وہ ان سے مایوس ہوگیا تو فوجیوں سے کہا کہ انہیں بھی اس دیگ میں ڈال دو، جب ان کو دیگ کی طرف لے جایا گیا تو ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تو فوجیوں نے قیصر کو بتایا کہ یہ رو پڑا اور انہوں نے گمان کیا کہ یہ گھبرا گیا، قیصر نے پھر ان پر نصرانی مذہب پیش کیا تو آپؓ نے پھر انکار کردیا۔

قیصر نے پوچھا کہ پھر تم کس لئے رو رہے ہو؟ تو عبداللہ بن حذافہؓ نے کہا کہ میں نے اپنے نفس سے کہا کہ تجھے اب اس دیگ میں ڈال دیا جائے گا اور تیری جان چلی جائے گی، میں تو یہ چاہتا تھا کہ کاش میرے جسم پر جتنے بال ہیں مجھے اتنی بار زندگی ملتی اور اتنی بار وہ اللہ کے راستے میں ختم کردی جاتی۔

یہ سن کر اس سرکش نے کہا کہ اگر تم میری پیشانی کا بوسہ لے لو تو میں تم کو اور تمہارے ساتھیوں کو رہا کردوں گا، حضرت عبداللہ نے سوچا کہ اگر میں اس کی پیشانی کا بوسہ لے لوں تو اتنے مسلمان بھائیوں کی اور میری جان بچ جائے گی اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے، پھر انہوں نے بوسہ لے لیا۔

اس واقعہ سے ایمان کی حقیقت ہمارے سامنے کھل کر آجاتی ہے کہ حقیقی معنوں میں جب ایمان دل میں جم جائے تو وہ کیسی عجیب وغریب چیزوں کو جنم دیتا ہے، اس ایمان کے تقاضہ کے سامنے تمام خواہشات کو قربان کرنا یہاں تک کہ اپنی جان عزیز کو قربان کرنا بھی آسان ہوجاتا ہے، اب ہم ذرا غور کریں! کیا ہمارا ایمان کم از کم ایسا ہے کہ ہم کو اللہ کی منع کردہ چیزوں سے روک دے؟ اوراس کے فرائض کے ادا کرنے پر آمادہ کردے؟ اگر اس کا جواب نفی میں ہے تو ہمیں سوچنا چاہئے کہ ایسا کمزور ایمان ہمیں آخرت میں کیسے نجات دلائے گا؟ لیکن ہمیں مایوس ہونے کی ضرورت نہیں بلکہ آج ہی سے اپنا محاسبہ کرکے اپنی زندگی صحیح ایمانی زندگی میں ڈال دیں۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ عقلمند شخص وہ ہے جو خود اپنا محاسبہ کرے اور مرنے کے بعد والی زندگی کے لئے تیاری کرے اور بے وقوف ونکما شخص وہ ہے جو اپنی خواہشات کے پیچھے اپنے نفس کو لگادے اور اللہ سے طرح طرح کی امید لگادے۔

اللہ تعالیٰ ابن آدم کے گناہ اگر پہاڑوں کے برابر ہوں تو معاف کردیتا ہے، بشرطیکہ سچے دل سے ہو، اللہ کا ارشاد ہے: قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ''آپ کہہ دیجئے میرے بندوں سے جنہوں نے گناہ کرکے اپنے آپ پر بڑی زیادتی کی کہ اللہ کی رحمت سے مایوس مت ہو، بے شک اللہ تمام گناہوں کو معاف کرتا اور وہ بڑا ہی مغفرت کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

بقیات

(بقیہ: دینی مسائل)

(۱۰) شیئرز کی خرید وفروخت کا مقصد حصہ داری اور نفع ونقصان میں شرکت ہو، فیوچر سیل جس کا مقصد شیئرز خریدنا نہیں ہوتا بلکہ بڑھتے گھٹتے دام کے ساتھ نفع ونقصان برابر کرلینا مقصود ہوتا ہے، اسلامی شریعت کی نگاہ میں ناجائز ہے، کیوں کہ یہ کھلا ہوا قمار ہے۔ (جدید مسائل اور فقہ اکیڈمی کے فیصلے :۱۵۱، جدید فقہی مسائل:۲۹۴) "يسئلونك عن الخمر والميسر قل فيهما إثم كبير ومنافع للناس وإثمهما أكبر من نفعهما (البقرة: ۲۱۹) يا أيها الذين آمنوا إنما الخمر والميسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشيطان فاجتنبوه لعلكم تفلحون (المائدة: ۹۰) عن ابن عمر أن النبی ﷺ نهى عن بيع الكالئ بالكالئ يعني: الدين بالدين (شرح معاني الآثار، كتاب البيوع، باب بيع المصراة: ۲۱/۴).

(۱۱) شیئرز کی خرید وفروخت کرنے میں یہ بھی شرط ہے کہ شیئرز خریدنے والا ان شیئرز پر قبضہ کرے اور اس کے بعد آگے فروخت کرے۔

واضح رہے کہ شیئر سرٹیفکیٹ حاصل ہونے کے بعد خریدار کا قبضہ متحقق ہوجاتا ہے، اگرچہ بعض انتظامی دشواریوں کی وجہ سے کمپنی میں اس کا نام اندراج نہ ہوسکا ہو: ابن عباس يقول أما الذي نهى عنه النبي ﷺ فهو الطعام أن يباع حتى يقبض قال ابن عباس: ولا أحسب كل شيء مثله. وفي حاشية السهارنفوري: أي لا أظن كل شيء إلا مثل الطعام في أنه لايجوز للمشتري أن يبيعه حتى يقبضه من البائع الذي اشترى منه (الصحيح للبخاري، كتاب البيوع، باب بيع الطعام قبل أن يقبض وبيع ماليس عندك: ۲۸۶/۲) "لأن قبض كل شيء يكون بمايليق به (البحر الرائق: ۴۱۶/۵)

لہٰذا اگر زم زم کیپٹل ایل ایل پی (Zamzam Capital LLP) ادارہ پوری تحقیق کے بعد ان کمپنیوں کی لسٹ جاری کرتا ہے جن میں شیئر کی خرید وفروخت کے جواز کی مذکورہ بالا شرطیں پائی جاتی ہیں تاکہ عوام کو حلال طریقہ سے سرمایہ کاری کا موقع مل سکے تو یہ شرعاً جائز ودرست ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم۔ (مفتی محمد سعید الرحمان قاسمی، مفتی امارت شرعیہ)

(بقیہ: قومی تعمیر وترقی میں مدارس کا کردار)

ان میں سے اور باشندگانِ ملک میں سے بہت سے لوگوں نے دنیا کے مختلف ممالک میں مختلف انداز کے ادارے قائم کئے ہیں، ان ممالک میں یہ ادارے اور مراکز ہندوستان کے بھی بہتر تعارف اور نمائندگی کا ذریعہ بنتے ہیں، مشرقی زبانوں کا فروغ حکومت کی ذمہ داریوں کے تحت آتا ہے، لیکن یہ کام بڑے پیمانے پر مدارس کے توسط سے انجام پا رہا ہے، عصری جامعات میں ان زبانوں کے شعبوں کو مدارس کے فضلا ہی زیادہ تر سنبھالے ہوئے ہیں، اس سلسلے کی خصوصی خدمت اردو زبان کی ہے، اب اس حقیقت کا اعتراف دوسرے حلقے کے لوگ بھی کرنے لگے ہیں کہ اردو بنیادی طور پر دراصل انہی کے دم سے زندہ ہے، ان زبانوں کے حوالے سے صحافت اور ذرائع ابلاغ کے پلیٹ فارم پر بھی مدارس کے فضلا پیش پیش نظر آتے ہیں۔

اسی طرح کے اور بھی کچھ اہم پہلو ہیں، خدمت خلق کے میدان میں دینی مدارس کے فضلا کی خدمات نمایاں ہیں، مدارس کے فضلا کی طرف سے ملک کے طول وعرض میں اس طرح کے متعدد مراکز اور ادارے قائم ہیں، قدرتی آفات اور دیگر مواقع پر مدارس کے فضلا اپنی خدمات فراہم کرنے میں پیش پیش رہتے ہیں، دینی مدارس اپنے طلبہ میں محنت اور جفاکشی کا مزاج پیدا کرتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ بہت سے مدارس کے فضلا آج ایسے عہدوں پر اور ایسے میدانوں میں نظر آتے ہیں جو ان کے اختصاص سے ہٹ کر ہے، حال میں کئی یونیورسٹی کے وائس چانسلر تک دینی مدارس کے فضلا ہوئے ہیں، عصری مضامین، سماجیات واقتصادیات وغیرہ میں بھی ان کا نام روشن ہوا ہے۔

بہرحال قومی ترقی میں دینی مدارس کا رول ناگزیر ہے، وہ ہندوستانی سماج میں ایک فعال عنصر کی حیثیت رکھتے ہیں، ماضی وحال کے جائزے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مستقبل میں بھی ہندوستانی قوم کی توقعات پر کھرا اترنے کی اوران کے اندر صلاحیت موجود ہے، جو لوگ مدارس کو مخصوص زاویے سے دیکھتے ہیں ان کی افادیت اور نتیجہ خیزی کو صرف ایک فرقے تک محدود ومحصور سمجھتے ہیں، وہ یقیناً غلطی پر ہیں، مدارس مجموعی طور پر پورے ملک اور قوم کا اثاثہ ہیں، اس اثاثے کی حفاظت وبقا کی کوششوں میں تعاون واشتراک عمل صرف مسلمانوں کی نہیں غیر مسلموں کی بھی ذمہ داری ہے۔

Scanned with CamScanner

سرطان (کینسر) سے کیسے بچا جائے

حکیم قاضی ایم اے خالد

کینسر کے خطرے سے محفوظ رہنے کے لیے غذا میں فائبر (ریشے) کی موجودگی بہت ضروری ہے اور اس کا بہترین ماخذ پھل اور سبزیوں سمیت دیگر قدرتی غذائیں ہیں۔ دن میں تین چار مرتبہ مختلف رنگوں کے پھل اور سبزیوں کا استعمال کینسر کے خلاف ایک ڈھال ثابت ہوتا ہے۔ پھلوں اور سبزیوں میں پائے جانے والے نباتاتی کیمیاوی مادے (فائیٹو کیمیکلز) بہترین مانع سرطان ثابت ہوئے ہیں۔ ہر سبزی اور پھل کا اپنا نباتاتی کیمیکل ہوتا ہے جس کے حصول کا بہترین طریقہ مختلف رنگوں کے پھل اور سبزیوں کا استعمال ہے۔ سبزیاں اور پھل جتنے زیادہ کھائے جائیں گے سرطان کا خطرہ اتنا ہی کم ہوگا۔ بعض پھلوں اور سبزیوں میں خاص قسم کے سرطان کا مقابلہ یا دفاع کرنے کی صلاحیت بھی موجود ہوتی ہے۔ جیسا کہ سیب کا استعمال آپ کو پھیپھڑوں کے سرطان سے محفوظ رکھتا ہے۔ اسے زیادہ مقدار میں استعمال کرنے والے مرد اور خواتین سیب نہ کھانے والوں کے مقابلے میں پھیپھڑوں کے سرطان سے پچاس فیصد زیادہ محفوظ پائے گئے۔ یہاں آپ کو بتا تا چلوں کے سیب میں موجود اس جز کی بھی حال ہی میں شناخت ہوگئی ہے جس نے پھیپھڑوں کے سرطان سے تحفظ فراہم کیا" یہ جز وایک فلیوونائیڈ" ہے جسے کوئرسی ٹین (Quercetin) کا نام دیا گیا ہے۔ اس میں مانع تکسید صلاحیت خوب تر ہوتی ہے۔ سرطان سے دلچسپی رکھنے والے معالج اور افراد یہ بات تو جانتے ہی ہوں گے کہ مانع تکسید اجزاء جسم کو امراض پیدا کرنے والے مضر فری ریڈیکلز سے محفوظ رکھتے ہیں۔ اسی طرح حیاتین ج (وٹامن سی) سے بھرپور پھل اور سبزیاں کھانے والے ''معدے'' غذائی نالی، منہ اور فم رحم کے سرطان سے محفوظ پائے گئے۔ اطبائے قدیم انگور کو قلب سمیت دیگر کئی امراض اور جسمانی صحت کے لیے مفید قرار دیتے چلے آئے ہیں جس کی تصدیق اب جدید تحقیقات نے بھی کردی ہے۔ انگور کھانے سے خون پتلا رہتا ہے۔ خاص طور پر سیاہ یا سرخ انگوروں کا ایک گلاس رس پینے سے خون میں تھکے بننے کا خطرہ ساٹھ فیصد کم ہو جاتا ہے جبکہ ایسپرین کھانے سے یہ خطرہ صرف پچاس فیصد کم ہوتا ہے۔ انگور کے حوالے سے ہم اصل موضوع یعنی سرطان کی طرف آتے ہیں۔ اس سلسلے میں جو جدید تحقیقات سامنے آئی ہیں اس کے مطابق انگور میں ریزرویراٹول (Reserveratol) نامی ایک اہم جزو شامل ہے جو ہمارے جسم میں تین اہم کام سرانجام دیتا ہے۔

۱۔ خلیے میں "ڈی این اے" کو تباہی سے بچاتا ہے۔

۲۔ عام خلیہ اس سے سرطانی خلیہ میں تبدیل نہیں ہوتا۔

۳۔ رسولی بنانے والے خلیوں کو پیدا ہونے اور بڑھنے سے روکتا ہے۔ سبز چائے سرطان کے تحفظ میں موثر ہے کیونکہ اس میں " کیٹے چنز "(Catechins) مانع تکسید وافر ہوتے ہیں۔ جو انسانوں میں چھاتی، غدود مثانہ (پروسٹیٹ) اور دیگر کئی قسم کے سرطانوں میں فائدہ مند ہیں جبکہ جانوروں کے بھی کئی قسم کے گومڑوں اور رسولیوں میں مفید ثابت ہوئے ہیں۔ سویابین کی کاشت ہمارے ملک میں بھی ہوتی ہے لیکن صرف خوردنی تیل کے حصول کے لیے جبکہ مشرق بعید کے ملکوں اور چین و جاپان وغیرہ میں اس سے دودھ، دہی اور پنیر تیار کیا جاتا ہے جو صدیوں سے استعمال ہو رہا ہے۔ سویابین میں کینسر خاص طور پر چھاتی کے سرطان کو روکنے کے علاوہ خواتین کو سن یاس کی تکالیف سے بچائے رکھنے کی بھی زبردست صلاحیت پائی جاتی ہے جسے دنیا بھر میں تسلیم کیا گیا ہے۔ سویابین خواتین کو رحم کے سرطان سے بھی محفوظ رکھتا ہے۔ انہی وجوہات کی بناء پر ترقی یافتہ ممالک میں سویابین اور اس سے بننے والی مصنوعات فروخت ہو رہی ہیں۔ سرطان سے بچنے کے لئے فائبر (ریشے) کا حصول مکئی (پاپ کارن) گندم کی پھلیوں، دلیے وغیرے سے بھی کیا جاسکتا ہے۔ سرخ تربوز، سرخ انگور اور لال پکے ہوئے ٹماٹروں میں پایا جانے والا سرخ رنگ دراصل ایک اہم ''بیٹا کروٹین'' ہے جسے ''لائیکوپین'' کہتے ہیں۔ جدید تحقیقات سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ یہ قلب کے امراض اور کینسر سے تحفظ فراہم کرتا ہے۔ ایسی ہی ایک اور تحقیق سے یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ صحت مند لوگوں کی بہ نسبت دورہ قلب اور سرطان کا شکار ہونے والے افراد کے ریشوں میں ''لائیکوپین'' کی سطح انتہائی کم پائی گئی۔ مندرجہ بالا پھلوں کا دن میں ایک دو بار استعمال کرنا کافی ہے۔ دیگر پھلوں کی نسبت ٹماٹر چونکہ سارا سال دستیاب ہوتے ہیں لہٰذا یہ لائیکوپین کے حصول کا یقینی اور مستقل ذریعہ ہیں یاد رہے کہ ''لائیکوپین'' کچے ٹماٹر کے مقابلے میں پکے ہوئے لال ٹماٹروں میں زیادہ ہوتا ہے۔ روغن زیتون اور کینولا آئل میں بھی لائیکوپین وافر مقدار میں پایا جاتا ہے۔ انگلینڈ کے'' دی انسٹیٹیوٹ آف فوڈ ریسرچ'' نامی ادارے کی حالیہ تحقیق کے مطابق پھل اور سبزیاں انتڑیوں کے کینسر سے بچاؤ کیلئے مفید ہیں اس تحقیق میں خاص طور پر پیاز، سیب اور دیگر سبزیوں کے استعمال پر زور دیا گیا ہے'' دی انسٹیٹیوٹ آف فوڈ ریسرچ'' کے پروفیسر ایئن جانسن کا کہنا ہے کہ انتڑیوں اور نظام انہضام کے کینسر دنیا بھر میں بہت زیادہ اور عام ہیں حیرت کی بات یہ ہے کہ ترقی یافتہ ممالک میں ان کی تعداد بہت زیادہ ہے اسّی فیصد سے زائد ایسے کینسر فاسٹ فوڈز اور دیگر مضر صحت غذاؤں کے کھانے پینے کی عادات کی وجہ سے ہوتے ہیں سن دو ہزار میں ایک کروڑ کینسروں میں سے تئیس لاکھ سے زائد نظام انہضام سے متعلق تھے۔ انسانی انتڑیوں کے اندرونی پرت پر خلیوں کی ایک تہہ ہوتی ہے جسے ''اپی تھیلیم'' کہتے ہیں، کھانے پینے کی کوئی بھی چیز سب سے پہلے ''اپی تھیلیم'' سے ہوتی ہوئی گزرتی ہے لہذا مضر صحت مرغن اور مصالحے دار غذاؤں، شراب اور کولا مشروبات کے زیادہ اور بار بار استعمال سے اس تہہ کے خلیے خلاف معمول تقسیم ہو کر ٹیومر یا کینسر کی شکل اختیار کر سکتے ہیں اسی طرح صحت مند غذاؤں خاص طور پر پھل اور سبزیوں میں پائے جانے والے بعض کیمیائی مادے کینسر سے بچاؤ میں مدد کر سکتے ہیں پروفیسر جانسن کہتے ہیں کہ ہم اپنے وزن اور کھانے پینے کا خیال رکھ کر خود کو کینسر سے محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں کینسر ایک ایسی موذی مرض ہے جس سے انسان نے صدیوں پہلے ہار مان لی تھی اور موجودہ سائنس و کمپیوٹر کے دور میں بھی سرطان کو شکست دینے میں ہنوز کوئی خاص کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔

سبزی خوری کے فوائد

نیچرو پیتھک حکیم مظفر حسین اجمل

اسلام میں گوشت کو سالنوں کا سردار کہا گیا ہے، مگر گوشت کے ساتھ سبزی (جیسے کدو) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند تھا، اللہ کی طرف سے بنی اسرائیل کے لئے بھیجا جانے والا من وسلویٰ بھی بٹیر کی طرح کا ایک پرندہ کے گوشت کے ساتھ سبزی کے طرح کی کوئی چیز ہوتی تھی، ایک دعوت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دسترخوان پر موجود سالن (گوشت کے ساتھ کدو) میں کدو کا قتلی تلاش کر نوش فرمایا تھا۔ صحت کی بقا کے لئے متوازن غذا کی کافی اہمیت ہے، اس اہمیت سے آج کل بے توجہی برتی جارہی ہے، دوسری جانب پھل اور سبزیوں میں موجود وٹامن اور معدنیات (Minerals) کے علاوہ فائدہ مند ریشے (Fibre) وافر مقدار میں پایا جاتا ہے، جو قبض (ام الامراض) دور کرنے کے ساتھ موٹاپا، کینسر، دل کی بیماری، شوگر جیسے امراض سے بچاتا ہے۔ آج کل کچھ نا تجربہ کار معالجوں کے ذریعہ موسمی پھلوں اور سبزیوں پر سردی پیدا کرنے کی بات کر اس کے استعمال سے ڈرایا جاتا ہے، جو لوگ وافر مقدار میں سبزی اور پھلوں کا استعمال کرتے ہیں ان کے خون میں سبزی میں پائی جانے والے کیمیکل کیروٹینوائڈ (Carotinoid) کی مقدار زیادہ ہوتی ہے، عام طور پر سنترہ، گاجر اور ہری سبزیو میں پایا جانے والا بیٹا کیروٹین (Beta-Carotene) ایک قسم کا کیروٹینوائڈ ہی ہے۔ حال ہی میں ہارورڈ اسکول آف پبلک ہیلتھ کے ریسرچ اسکالر جولیا بوہم (JuliaBohem) کے مطابق خون میں بیٹا کیروٹین کی اونچی سطح والے مستقبل سے زیادہ پُر امید (Optimistic) ہوتے ہیں۔ وہ بہت سارے حالات کے اونچ نیچ کا مقابلہ بڑی آسانی سے کر لیتے ہیں۔

ہفتۂ رفتہ

راشد العزیزی ندوی

حفظ قرآن کریم بڑی سعادت کی بات ہے: مفتی محمد ثناء الہدی قاسمی

قرآن کریم کا یاد کرنا اور پھر اسے یاد رکھنا، بڑی سعادت کی بات ہے اور ایسے ہی سعادت کے بارے میں کہا گیا ہے کہ یہ بزور بازو نہیں خدائے بخشندہ کے بخشے سے حاصل ہوتا ہے۔ ان خیالات کا اظہار وفاق المدارس الاسلامیہ کے ناظم اور امارت شرعیہ کے نائب ناظم مفتی محمد ثناء الہدی قاسمی نے کیا، وہ اینگلو عربک اکیڈمی مہسہ، پھلواری شریف پٹنہ میں حافظ محمد اجمل بن قاری محمد عمران برادر مولانا اسعد اللہ صاحب امام پٹنہ جنکشن مسجد کی حفظ قرآن کا آخری سبق سن کر طلبہ اور حاضرین سے خطاب فرما رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ قرآن نہ تو تلاوت کے اعتبار سے ختم ہونے والی کتاب ہے، اور نہ عمل کے اعتبار سے، تلاوت کے اعتبار سے تو اس لیے نہیں کہ ہم سورۃ ناس کے ختم پر فوراً سورۃ فاتحہ اور سورۃ بقرۃ شروع کر دیتے ہیں ،اور کم از کم'' مفلحون'' تک پڑھتے ہیں، اس بات کی علامت ہے کہ تلاوت ختم نہیں ہوئی، پھر سے شروع ہو گئی، اور عمل کے اعتبار سے اس لیے کہ اسے قیامت تک رہنا ہے، اور اس وقت تک آنے والے انسانوں کی رہنمائی کے فرائض اسے انجام دینے ہیں ،اس تقریب میں انگلو عربک اکیڈمی کے سرپرست مولانا محمد شبلی قاسمی صاحب قائم مقام ناظم امارت شرعیہ، ڈاکٹر یاسر حبیب، جناب ہمایوں، حافظ محمد اجمل کے والد قاری محمد عمران اور بھائی مولانا اسعد اللہ امام پٹنہ جنکشن مسجد کے علاوہ اکیڈمی کے اساتذہ طلبہ ڈائریکٹر اور سرکردہ شخصیات نے شرکت کی، مفتی صاحب کی دعا پر تقریب کا اختتام ہوا۔

مودی حکومت سیکورٹی قانون کے لیے کمیٹی بنانے پر رضامند

کولکاتا میں خاتون ڈاکٹر کی عصمت دری وقتل کیس کے لئے خلاف مظاہرہ کر رہے ڈاکٹروں کا ایک مطالبہ مرکزی حکومت نے قبول کر لیا ہے۔ حکومت نے کہا ہے کہ وہ سنٹرل پروٹیکشن ایکٹ کے لیے کمیٹی بنائیگی۔ مرکزی وزارت صحت نے ڈاکٹروں کی سیکورٹی کے لیے ہر ممکن کوشش کرنے کی یقین دہانی کرائی ہے۔ اس کے ساتھ ہی حکومت نے سبھی مظاہرین ڈاکٹروں سے ڈیوٹی پر لوٹنے کی اپیل بھی کی ہے۔ حکومت کی اپیل پر ڈاکٹروں کی تنظیم 'فورڈا' نے کہا کہ نمائندوں سے بات کرنے کے بعد وہ کوئی فیصلہ لیں گے۔ قابل ذکر ہے کہ کولکاتا ڈاکٹر عصمت دری وقتل کیس معاملہ پر فیڈریشن آف ریزیڈنٹ ڈاکٹرس ایسوسی ایشن (فورڈا)، انڈین میڈیکل ایسوسی ایشن (آئی ایم اے) اور دہلی کے سرکاری میڈیکل کالجوں واسپتالوں کے ریزیڈنٹ ڈاکٹرس ایسوسی ایشن کے نمائندوں نے نئی دہلی میں مرکزی وزارت برائے صحت وخاندانی فلاح کے افسروں سے ملاقات کر اپنے مطالبات ان کے سامنے رکھے تھے۔

دعاء مغفرت

یہ خبر افسوس کے ساتھ سنی گئی کہ جناب الحاج فرقان احمد انصاری سابق ممبر پارلیمنٹ گڈا کی اہلیہ اور جناب عرفان انصاری صاحب وزیر حکومت جھارکھنڈ کی والدہ محترمہ کا یکم اگست 2024 بروز جمعرات، دو بجے شب انتقال ہو گیا، پسماندگان میں دو لڑکے اور دو لڑکی اور خاوند کو چھوڑا، اللہ تعالی مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل دے۔ قارئین سے بھی دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

اس سال ہر چوتھا ملک غریب ہو جائے گا، عالمی بینک کی رپورٹ

وزیر خزانہ نرملا سیتارمن نے کہا ہے کہ ہمیں غریبوں کی بہتری کے لیے مل کر کام کرنا ہوگا۔ ہمارا مقصد ترقی کے اس سفر میں پسماندہ لوگوں کو شامل کرنا ہے۔ وائس آف گلوبل ساؤتھ سمٹ سے ورچوئل خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ پیسے کی کمی ترقی پذیر ممالک کی ترقی میں رکاوٹ ہے۔ وزیر خزانہ نے کہا کہ پائیدار ترقی کے اہداف کے حصول کے لیے 4 ٹریلین ڈالر کی اشد ضرورت ہے۔ وزیر خزانہ نرملا سیتارمن نے کہا کہ عالمی بینک کی حالیہ رپورٹ کے مطابق اس سال کے آخر تک ہر چار ترقی پذیر ممالک میں سے ایک غریب ہو جائے گا۔

Volume:64/74,Issue:32 R.N.I.N. Delhi Regd. No.BIHURD/4136/61Printed & Published by Rizwan Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

Scanned with CamScanner

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF,PATNA 801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT-14 13-5-24-26
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/1961

دکھ درد کو مل بانٹ کے جینے کا سلیقہ
لگتا ہے ہر آدمی اب بھول گیا ہے
(انیس امام)

یہودی پروٹوکولز: فلسطین کی موجودہ تباہی کے تناظر میں

محمد عارف اقبال: مدیر اردو بک ریویو، دھلی

PROTOCOLS کا انگریزی ترجمہ سب سے پہلے Jewish Conspiracy کے نام سے ''مارننگ پوسٹ'' کے روسی نامہ نگار وِکٹر۔ای مارسڈن نے 1917ء میں کیا تھا۔ ''پروٹوکولز'' کا یہ ترجمہ اس روسی زبان کے مسوّدے سے کیا گیا تھا جو کسی ذریعے سے 1905ء میں پروفیسر گائی۔اے۔ نائلس کو دستیاب ہوا تھا جو اس سے قبل غالباً عبرانی زبان میں تھا۔ اس کے بعد ہی اس کا انگریزی ترجمہ 1919 میں دنیا کے مختلف ممالک میں پہنچا۔ اس ترجمے پر اس زمانے میں دنیا کے مختلف اخبارات میں تبصرے بھی شائع ہوئے۔ لیکن نائلس کو اس کی پاداش میں بالشویک حکومت کی طرف سے جیل کے ساتھ سخت ایذا رسانی سے دوچار ہونا پڑا۔ بالآخر وہ جلاوطنی کی زندگی گزارتے ہوئے 13 جنوری 1929ء کو ولدیمیر میں انتقال کر گیا۔ اردو میں ''یہودی پروٹوکولز'' یا گریٹر اسرائیل کے عالمی صیہونی منصوبے نامی کتاب 2002 میں کولکاتا سے شائع ہوئی۔ اس کتاب میں انگریزی متن کے ساتھ اس کا اردو ترجمہ بھی شامل ہے تا کہ اردو قارئین مستفید ہوسکیں۔ اس کا اردو ترجمہ محمد یحییٰ خاں نے کیا تھا لیکن اس سے قبل بھی کئی افراد نے اس کا اردو ترجمہ کیا۔ کتاب کی نظرِ ثانی اور اضافے کا فریضہ عطاء الرحمٰن (مرحوم) نے بخوبی انجام دیا تھا۔ اس کتاب کی اشاعت الرحمٰن پرنٹرز، کولکاتا کے زیرِ اہتمام ہوئی تھی۔ کتاب میں شامل 24 پروٹوکولز میں یہودیوں کے اس عالمی منصوبے کا ذکر ہے جس کے تحت وہ پوری دنیا پر اپنی غیر مشروط حکومت قائم کرنے کی جدوجہد کر رہے ہیں۔ اس منصوبے میں وہ طریقے بھی بتائے گئے ہیں جس کے ذریعہ پوری دنیا کو غلامی کی زنجیر پہنائی جاسکتی ہے۔ اس کتاب میں 24 پروٹوکولز کے انگریزی متن اور اردو ترجمہ کے ساتھ چند ابواب یہودیت اور اس کی تاریخ پر بھی روشنی ڈالتے ہیں۔ اس میں قرآن کی ان آیات کے تراجم بھی شامل کر دیے گئے ہیں جن میں یہودیوں کا ذکر آیا ہے۔ مثلاً سورہ بقرہ، نساء، مائدہ، انعام، اعراف، توبہ، یونس، اسراء، طٰہٰ، دخان، جاثیہ، صف اور سورہ جمعہ۔

واضح رہے کہ 'یہودی سازش' کے اس بلیو پرنٹ کو انگریزی میں سب سے پہلے کراچی کے مصباح الاسلام فاروقی نے باضابطہ edit کرکے "Jewish Conspiracy and the Muslim World" کے نام سے 1967ء میں شائع کیا تھا۔ اپنے اس ایڈٹ شدہ ایڈیشن کے دیباچہ میں موصوف نے ''پروٹوکولز'' کے خطرناک عزائم کو محسوس کرتے ہوئے اپنے کرب کو درج ذیل الفاظ میں بیان کیا تھا

"When Ihad finished reading PROTOCOLS, I found myself stunned and half-paralysed. It seemed as if the circulation of my blood had stopped."

مصباح الاسلام فاروقی صاحب کے ان الفاظ سے پروٹوکولز کی شر انگیزی اور یہودیوں کے ناپاک ارادوں کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ اس سلسلہ میں موصوف نے اپنے دیباچہ میں پاکستان کی ایک اہم شخصیت ظفر احمد انصاری کے حوالے سے لکھا کہ کس طرح سب سے پہلے (مولانا) انصاری نے اس بین الاقوامی یہودی سازش سے پردہ اٹھایا۔ اس وقت ماہنامہ ''اردو ڈائجسٹ'' نے ظفر احمد انصاری سے اس موضوع پر ایک طویل انٹرویو (تقریباً 14 گھنٹے پر مشتمل) لیا جسے 'اردو ڈائجسٹ نے شائع کیا۔ اس کے بعد ہی امت مسلمہ میں اس بین الاقوامی یہودی سازش پر بحث کا آغاز ہوا۔ اسی زمانے میں تحریک اسلامی کے معروف قائد علامہ سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے ناجائز ریاست اسرائیل کے پس منظر اور اس کے ناپاک عزائم پر مشتمل ایک کتابچہ ''سانحہ مسجد اقصیٰ'' کے نام سے تحریر کیا تھا۔ یہ کتابچہ اب ''یہودی منصوبہ'' کے نام سے دستیاب ہے۔ جس وقت مصباح الاسلام فاروقی نے LEARNED THE OF PROTOCOLS ZIONOFELDERS کا ایڈٹ شدہ ایڈیشن شائع کیا، اس کے بعد تقریباً 57 برسوں کا طویل عرصہ گزر چکا ہے لیکن افسوس کہ امت مسلمہ کے قائدین اور سربراہان مملکت کی آنکھیں پھر بھی نہیں کھلیں اور وہ شکاری کے جال میں پھنستے ہی رہے۔ جناب فاروقی نے اپنے دیباچہ میں پروٹوکولز کے متعلق واضح طور پر لکھا کہ

"It should in fact be called the JEWISH MANIFESTO. And it is ugly beyond anybody's guess."

اپنے دیباچے کے دوسرے پیراگراف میں موصوف نے امت کے افراد کو خوابِ غفلت سے بیدار کرتے ہوئے یہ بھی لکھا ہے:

"Hence Icould not resist the temptation be share my nightmare with as many as possible. No rights are therefore reserved for the reproduction of this book the part or in full in English or any other language of the world. Every non-Jew, Muslim particularly, must peep through this book into the mind of the international Jewry, not for the fun of it but for their very survival."

بالخصوص خط کشیدہ الفاظ گہرے غور و فکر کے متقاضی ہیں کہ پوری امت مسلمہ کو جس درجہ سنجیدگی سے جناب فاروقی نے نہ صرف غور و فکر کی دعوت دی بلکہ پوری امت کے وجود کو لاحق خطرے سے نکالنے کی ترغیب بھی دی لیکن مقام عبرت ہے کہ اس کتاب کے مندرجات پر بھی امت نے سنجیدگی سے غور و فکر نہیں کیا۔ پے در پے واقعات سے جب امت دوچار ہونے لگی اور غلامی کی زنجیریں کسی جانے لگیں تو ایک طویل مدت کے بعد پھر ایک بار یہودی پروٹوکولز کی طرف لوگ متوجہ ہوئے۔ اس سلسلہ میں عالم اسلام کے فکری رہنما اور دانشور اسرار عالم صاحب کی اس کوشش کا ذکر بھی ناگزیر ہے جنہوں نے گزشتہ تین دہائی سے امت مسلمہ کو عالمی سازش سے بیدار کرنے کے لیے مسلسل کتابیں تصنیف کیں اور امت کو خوابِ غفلت سے بیدار کرنے کی ہر سطح پر سعی کی۔ ان کی پہلی کتاب ''اسلام اور اکیسویں صدی کا چیلنج'' تھی اس کے بعد کتابوں کی ایک سیریز منظر عام پر آئی جن میں عالم اسلام کی سیاسی صورت حال، بین الاقوامی ایجنسیوں کا تعارف اور ان کا طریقہ کار، عالم اسلام کی اقتصادی صورت حال، عالم اسلام کی روحانی صورت حال، عالم اسلام کی اخلاقی صورت حال اور یا ساری الجبل!، کیا دجال کی آمد آمد ہے؟ خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ دجال کے عنوان سے تین حصوں میں کتابوں کا ایک اہم سیٹ بھی شائع ہوا جو اس سلسلے کی اگلی کڑی ہے۔ عالم اسلام میں مصباح الاسلام فاروقی کی اس کوشش کے بعد فکری سطح پر امت کو بیدار کرنے کی شاید یہ پہلی منصوبہ بند کوشش کہی جاسکتی ہے۔

بہر حال اس پُرآشوب دور میں کتاب کے ناشر عطاء الرحمٰن (مرحوم) نے پروٹوکولز کے اردو ترجمے کی اشاعت کا اہتمام کیا تا کہ امت کے افراد بالخصوص علما حضرات اور دانشورانِ ملت جانکنی کی حالت میں بھی کم سے کم اس کا ادراک کرلیں کہ ''یہودی منصوبہ'' کی جو تکمیل ہو رہی ہے اس سازش کی خبر ایک سو برس قبل ہی امت کے افراد تک پہنچ چکی تھی لیکن یہ امّت پھر بھی بے خبر رہی، جناب عطاء الرحمٰن (مرحوم) نے اردو میں اس کی اشاعت کرکے فرضِ کفایہ ادا کیا۔ کاش جناب مصباح الاسلام فاروقی کے ایڈٹ شدہ اڈیشن کی اشاعت بڑے پیانے پر کی جاتی تا کہ فاروقی صاحب کے Explanatory Notes کی مدد سے ''پروٹوکولز'' کی عبارتوں کو سمجھنے میں زیادہ آسانی ہوتی۔ نیز عالم اسلام میں یہودی ایجنسیوں کے ذریعہ کیے گئے عملی اقدام پر بھی کسی حد تک روشنی پڑ سکتی۔

THE NAQUEEB
UPI ID : 6201750233naqueeb@sbi
BHIM UPI

☆ اس دائرہ میں سرخ نشان کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے، فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زر تعاون ارسال فرمائیں، مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر یا دیئے گئے کیو آر کوڈ اسکین کر کے آپ سالانہ یا ششماہی زر تعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر دیئے گئے موبائل نمبر پر خبر کر دیں، رابطہ اور واٹس ایپ نمبر 9576507798 (محمد اسعد اللہ قاسمی منیجر نقیب)
A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168, Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
نقیب کے شائقین نقیب کے آفیشیل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کر سکتے ہیں۔
WEEK ENDING-26/08/2024, Fax : 0612-2555280, Phone:2555351,2555014,2555668, E-mail: naqueeb.imarat@gmail.com
نقیب قیمت فی شمارہ -/8 روپے ششماہی -/250 روپے سالانہ -/400 روپے
Print & Design by : Azimabad Printers, Patna-06 # 8434419421,9304022690